SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 01, 1998

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Ch. Muhammad Anwar Bindher) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد من الله على الموء منين اذ بعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا
عليهم ايته ويزكيهم و يعلمهم الكتب و الحكمة و ان كانوامن قبل
لفى ضلل مبين-

ترجمہ ، خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں ۔ اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ قاضی محمد انور صاحب نے اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کی بناء پر یکم تا 3 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت

منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب عباس سرفراز خان صاحب ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ 26 اور 30 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب جاوید مینگل صاحب ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ 25 اور 30 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب حبیب جالب صاحب گزشتہ 85 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 13 اور 14 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سید اقبال حیدر نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ 29 جون تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سید علی نواز شاہ نے ناسازی طبعہ کی بناء پر مورخہ 29 جون تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ پروفیسر ساجد میر صاحب ملک سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ 29 جون تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب سرانجام خان نے ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ یکم اور 2 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب مشاہد حسین سید صاحب نے اطلاع دی ہے کہ بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب ڈاکٹر حئی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے ایوان کی اور آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جہاں بھی کیڈٹ کالج ہیں وہاں مختلف جگہوں پر سیٹیں ہیں۔ ان میں ان کو بھیج دیتے ہیں۔ اس کا باقاعدہ ٹیسٹ ہوتا ہے اور اس ٹیسٹ کے تحت، بغیر کسی سفارش کے پھر ان کو بھیجتے ہیں، ان مختلف کیڈٹ کالجوں میں۔ ہم اس کی ضرورت کو اس لئے بھی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ بلوچستان میں، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، ویسے تعلیمی ادارے نہیں ہیں۔ برائے نام ہیں۔ ہماری یونیورسٹی بلوچستان برائے نام ہے۔ خضدار انجنئرنگ یونیورسٹی کو یونیورسٹی کہتے ہوئے خدا جانتا ہے مجھے بھی افسوس ہوتا ہے کہ یہ یونیورسٹی کیسے کہلاتی ہے۔ ہمارے عام تعلیمی ادارے برائے نام ہیں، نہ اچھے سکول ہیں نہ کالجز ہیں۔ اس اسکیم کے تحت چلو اور نہیں تو سال میں کم از کم پچاس بچے آ جاتے تھے مختلف کیڈٹ کالجوں میں تو کچھ نہ کچھ ہمارے ہاں تعلیم کی روشنی کا سلسلہ آگے چلتا تھا۔ میں حیران ہوں اس وقت یہ کوئی وجوہات بھی نہیں بتا رہی وفاقی حکومت۔ ابھی مارچ میں اخبار میں اشتہار بھی دیا۔ اس کے مطابق طلباء نے کاغذات جمع بھی کئے۔ سب کچھ ہو گیا اور نہ ابھی اس کو آگے لے جا رہے ہیں نہ ان کو کوئی جواب دے رہے ہیں اور وقت یہ ہے کہ ابھی تین چار مہینے گزر بھی گئے ہیں۔ اب جون ختم ہونے والا ہے تو اب طلباء کے والدین اضطراب میں ہیں۔ طلباء خود مشکلات میں ہیں۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا میں نے اس لئے ذکر کیا کہ اس میں 50% کوٹہ

بلوچستان کا ہوتا ہے۔

ہم ایک طرف دعویٰ کرتے ہیں کہ تعلیم بہت ضروری ہے۔ تعلیم کے بغیر کوئی سوسائٹی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس وفاقی حکومت کے لئے سو طلباء کو ، اگر ان کے اخراجات چالیس ہزار یا پچاس ہزار سے بھی زیادہ نہیں ہیں، میرے اندازے کے مطابق یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ آپ نے یہ اسکیم روک لی ہے۔ وہ رقم آپ نے روک لی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ گزشتہ سال کے جو طلباء انہوں نے بھیجے تھے ان کو بھی بہت سی جگہوں سے نکال دیا ہے کہ ان کے پیسے واپس بھیجے نہیں۔ وہ بار بار ان کو یادہانی کراتے رہے وفاقی حکومت کو، وفاقی وزارت تعلیم کو، تو انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی ۔ وہاں کسی کے پاس اگر پیسہ تھا، اس نے وہ جمع کیا تو اس کا بچہ پڑھتا رہا ۔ بہت سے نکال دیئے گئے ۔ میں وفاقی حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی اچھی اسکیم جو عام غریب طلباء کے لئے نچلے متوسط طبقے کے طلباء کے لئے ایک اچھی کارآمد اسکیم ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ سو سے اس کو دو سو کرتے۔ اب تو یہ گوںگو کی صورت حال ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت اس مسئلے میں وضاحت کرے اور ہمیں سمجھائے کہ ایسی بہترین اسکیم کس وجہ سے بند کی گئی ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم یہاں پر موجود نہیں ہیں میاں یسٰین صاحب وزیر برائے پارلیمانی امور اس پوائنٹ کو نوٹ فرمالیں گے اور وزیر تعلیم تک اس کو پہنچا دیں گے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، کل تک بتائیں، ہمیں پرسوں بتائیں لیکن اس کا مناسب جواب دیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آج ہی ہمیں بتائیں ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب یہ پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے وزیر تعلیم تک پہنچا دیا جائے گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وزیر تعلیم تک پہنچا بھی دیں اور اگر ممکن ہو ان کے لئے تو جواب بھی اس کا on the floor of the House دیا جائے

Message from the National Assembly.

Mr. Presiding Officer: There is a message from the Secretary, National

Assembly. "In pursuance of Rule 127 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the National Assembly 1992, I have the honour to inform that the National Assembly has passed the Ehtesab Amendment Bill, 1998 on the 30th of June, 1998. A copy of the Bill, as passed by the National Assembly, is transmitted herewith." Khan Ahmad Goraya, Secretary National Assembly. Yes Mr. Raza Rabbani

Mian Raza Rabbani: Thank you. I think your reluctance in reading out the message is well founded and understood under the circumstances.

Mr. Presiding Officer: There was a photocopy. It was so dim that it was difficult for me to read even.

POINTS OF ORDER:

I.RE: PRIME MINISTER'S STATEMENT IN KUWAIT ABOUT THE DEFREEZING OF FOREIGN CURRENCY ACCOUNTS, AND A HEAVY DROP IN REMITTANCES.

Mian Raza Rabbani: Sir, normally black laws are very difficult to read and particularly for a person like yourself. But any way sir. Sir, through you I am grateful , through you I would like to draw the attention of the honourable Leader of the House and I would again , through you , like to make a request to him that if he could be good enough, because I don't see the Finance Minister in the House. Sir, I would appreciate if the honourable Leader of the House would be good enough during the course of today's sitting , to find out from the Finance Minister or from the Finance Secretary, if the Finance Minister is out with the Prime Minister, the point that I am about to raise because it is an important matter which is agitating the minds of the people. Sir, I would like to draw your attention to the

news item which is in all the newspapers today with reference to the statement made by the Prime Minister in Kuwait about the defreezing of the foreign currency accounts. If you just bear with me for minute sir, it says and I am reading from the "Nation" of today which says 'PM announces revival of foreign currency accounts', however, the Prime Minister appealed to the account holders not to withdraw in foreign exchange in order to meet the challenges facing the country. He said a notification to this effect will be issued by the Ministry of Finance and State Bank of Pakistan shortly. The Prime Minister said that those in urgent need of money can withdraw in Pakistani currency with the revival of their account. Now sir, I would just like to bring this to your notice that there are basically two things that the Prime Minister has said. One is that you are not to withdraw in foreign currency, that is No.1. The other thing is that these withdrawals are only to be made in case of extreme emergency. Now, if this is the sum total of the announcement that the Prime Minister has made then, I don't think, this is anything new because it was already there that they could make withdrawals in Pak rupees and that Pak rupees they would take out and they could utilize it then. As far as that is concerned, I don't think there is anything new. But there is total confusion which is prevailing after this statement of the Prime Minister in the business circles and the banking circles and in the country as a whole as to what is the exact position right now of the foreign currency accounts, whether they are allowed to withdraw this money in foreign exchange No.1 or No.2, if they can withdraw this, can they send it out of the country again? Because if they can't do any of this then we are back to square one-- the old position and I don't think there is any change in it.

On the contrary to make matters still more complicated and worse in one

of the leading urdu newspapers, there is a small statement which is attributed to the Governor of the State Bank in which he has said that we go back to the position on the 28th. But that is also a hear-say statement, it does not as such quotes the Governor of the State Bank or it is not a press release of the Governor of the State Bank nor is there any statement from the Finance Ministry on this account. And I would just like to point out that the earlier this confusion is cleared the better it would be because already, according to reports which have been published in the national dailies on the 27th of this month, the remittances have dropped from 5 million dollars to one million dollars. So there is already a drop of 4 million dollars remittances coming in and this was reported in the press on the 27th and there has been no contradiction by either the Finance Ministry or the State Bank to this figure that has come in the press. So, I would once again sir through you, request the honourable Leader of the House to find out from the Finance Ministry because he may not be able to answer this off the cuff and if possible during the course of today's sitting, if he could inform the House as to what the exact position is. Thank you sir.

Mr. Presiding Officer: Dr. Safdar Ali Abbasi.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - شکریہ جناب چیئرمین - جناب یہ confusion کا جو atmosphere ہے یہ شروع ہوتا ہے 28 مئی کو اور آج تک حکومت، ہم بار بار یہاں پر اٹھ کر کہتے رہے ہیں آج تک حکومت کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کرنا ہے انہوں نے کتنا بڑا step لے لیا ہے کتنے بڑے انہوں نے damages cause کئے اس ملک کی اکانومی کے ساتھ اور اس کو کس طرح کنٹرول کریں گے - Prime Minister کی announcement یعنی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جی فارن کرنسی اکاؤنٹس کی بحالی وزیر اعظم کویت میں کس طرح بیٹھ کر کرسکتے ہیں did he consult his Finance Minister, did he consult his Finance Department, did he

میں consult the Governor of the State Bank of Pakistan یقینی سمجھتا ہوں کہ بالکل

consultation نہیں ہوئی اس میں۔ جناب آپ دیکھیں صرف میں ایک بات آپ کے سامنے عرض

کروں کہ 28 مئی کو foreign currency accounts freeze ہوئی۔ جناب اس دوران 14

different circulars contradicting each other have been issued by the Governor State

Bank of Pakistan پہلے foreign currency accounts freeze ہوتے ہیں اب کیا کریں بھئی

پیسہ کس طرح دیں آپ ایک ریٹ 46 روپے کا announce کر دیتے ہو کہ جی جس کے بھی ڈالرز

تھے اگر مارکیٹ ریٹ تھی 50 روپے آپ اس کو کہتے ہیں آپ 46 روپے لے لو پھر جناب کیا

ہوتا ہے کہ trade policy آتی ہے اس میں کہا یہ جاتا ہے کہ جی exports کے لئے آج سے ڈالر

کا ریٹ 46 روپے ہے بھئی اگر ایکسپورٹ کے لئے 46 روپے ہے تو امپورٹ کس طرح 50 روپے

میں ممکن ہوں گی پھر جناب تین دن کے بعد ' اچھا پھر کیا ہوتا ہے بجٹ چل رہا ہے مسلسل

بجٹ کے اندر کوئی announcement نہیں ہوتی floor of the House پر کھڑے ہو کر Finance

Minister یہ کہتے ہیں جی کہ کوئی devaluation نہیں ہو گی آپ جس دن بجٹ پاس ہوتا ہے

29 تاریخ کو آپ devalue کر دیتے ہیں یعنی مسلسل contradictions پہلے ایک فارن کرنسی ریٹ

for the withdrawal of dollars دوسرا فارن کرنسی ریٹ for the exports اور پھر تیسرا فارن

کرنسی ریٹ for imports اور اس دوران کیا ہو رہا ہے اس دوران یہ ہو رہا ہے کہ جس دن یہ

announcement ہوئی ہے ساڑھے پنتالیس روپے میں ڈالر مل رہا تھا جس دن انہوں نے freeze

کیا ہے اور آج اس ڈالر کی قیمت 54 روپے ہے یعنی آپ نے اس قسم کی فضا پیدا کر دی

ہے آپ کے اندر لوگوں کا confidence اتنا shake ہو چکا ہے کہ ایک ڈالر جو 45 روپے میں

اس دن مل رہا تھا اور جس کو آپ نے خود کہا کہ یہ freezing of foreign accounts was

necessary.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Abbasi Sahib there is no motion for discussion before the House.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ بس جناب میں ختم کر رہا ہوں اگر آپ مجھے مزید تیس

سیکنڈز دے دیں میں ختم کرتا ہوں ۔ وزیر اعظم صاحب یہ "ڈان" رپورٹ کرتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ ہم نے غلط کیا ہے تو کون سی صحیح بات تھی was the freezing right or was the defreezing right? اور defreezing بھی جناب ڈھکوسلا ہے جب آپ کہتے ہیں کہ آپ ڈالر withdraw نہیں کر سکتے تو position is as it was on the 28th of May تو میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ حکومت اتنی confused ہے، اتنی اس کے اندر سمجھ نہیں یا تو ان کے سمجھ سے بالاتر ہے یا تو incompetent ہے کہ مسلسل different steps ہیں جناب which are contradicting each other تو میں عرض کروں گا جناب کہ اس کو کچھ سمجھنے کی کوشش کریں بڑے بڑے economic experts انہوں نے بٹھائے ہوئے ہیں لیکن مجھے پتہ نہیں ہے ان کی economic expertise کہاں چلی گئی ہیں اور خدا کے واسطے میں کہہ رہا ہوں کہ بالکل اس economy کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں آپ کا ہر step پاکستان کی اکانومی کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے آپ مہربانی کر کے اس کو سنبھالنے کی کوشش کریں ۔ شکریہ جی ۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the House.

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین! دونوں ارکان نے کم و بیش ملتے جلتے نکات اٹھائے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ رضا ربانی صاحب نے جس انداز سے وہ پیش کیا ہے اس میں کچھ knowledge بھی تھا کچھ professionalism بھی تھا کچھ understanding بھی تھی اکانومی کی وہ بات بھی سمجھ میں آتی تھی لیکن دوسرے رکن صاحب نے جس طریقے سے بات کہی ہے وہ criticism ہی تھی خود انہیں بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ پاکستان ایک بڑے مشکل دور سے گزر رہا ہے اب بھی اور جس قسم کی situation پیدا ہوئی تھی اس کے بعد اکانومی کے اوپر سب سے زیادہ اثرات اس کے پڑنے تھے اس کو manage کرنے کے لئے یہ نہیں کہ کوئی مہینے کے بعد یا دو مہینے کے بعد بلکہ day to day اس پر نگاہ رکھی جاتی ہے اور اپنے foreign exchange reserves کے اوپر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس کا کیا اثر ہے اور کیسے اس کو manage کرنا ہے ایک ایکشن لینا اس کے بعد یہ دیکھنا کہ اس کی monitoring سے کہ آیا اس میں اضافہ ہوا کمی ہوئی آگے کیسے چلنا ہے اگر کوئی غلط بات ہوئی ہے تو اس کو درست کرنا تو اس situation میں یہ کہنا کہ وزیر اعظم نے یقیناً کسی آدمی سے

مشورہ نہ کیا ہوگا یہ تو ایسی بات ہے کہ کئی ہزار میل دور سے ایک آدمی یہ کہنا شروع کردے کہ انہوں نے مشورہ نہیں کیا۔ ان کے سامنے تو انہوں نے مشورہ نہیں کرنا تھا۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آج کا وزیر اعظم صاحب کا بیان مختلف اخبارات میں چھپا ہے، اس میں اخبارات کی رپورٹنگ میں ضرور فرق ہے۔ بعض اخبارات نے، میں ابھی ڈان دیکھ کر آ رہا ہوں، اس میں یہ clear ہے۔ لیکن جو باقی اخبارات ہیں ان کے اندر میں نے دیکھا ہے، چھ سات اخبارات صبح سے دیکھے ہیں کہ ان میں تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے اور آدمی کو یہ سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ اصولاً میں اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ فارن کرنسی اکاؤنٹ کھولنے کی اجازت ہے، ان کو operate کرنے کی بھی اجازت ہے، لیکن انہوں نے کہا ہے کہ morally ہم لوگوں کو یہ کہیں گے کہ وہ foreign exchange نہ نکلوائیں۔ اس کو رہنے دیں۔ جو پہلے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا کہ یہ کر لیتے تو بہتر تھا۔ لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان واپس آکر اس کے بارے میں اسٹیٹ بنک اور وزارت خزانہ خود بیٹھ کر کوئی حتمی notification جاری کریں گے۔ جب تک کہ وہ نہیں آجاتے اس وقت تک تو کوئی واضح صورت سامنے نہیں آسکتی۔ لیکن آج وزیر اعظم صاحب بھی اس وقت تک واپس آچکے ہوں گے، مالدیپ کے صدر بھی آج تقریباً ساڑھے چھ بجے یہاں پہنچیں گے، ان کے ساتھ وزیر خزانہ بھی آ رہے ہیں۔ اگر آج وہ مصروفیت کی وجہ سے نہ آسکے تو یہ اجلاس جمعہ تک جاری ہے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ہاؤس میں آکر، جو آج سوال اٹھایا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم سوال ہے، اس کے بڑے دور رس نتائج بھی ہیں، اس بارے میں ہاؤس کو بریف کریں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. So far as item No.2 is concerned.......

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Please let me say something about the agenda first. I want to deal with the agenda.

2. RE: ENCREACHMENTS IN SAIDPUR ISLAMABAD DEMOLISHED BY CDA

حافظ فضل محمد: میں صرف آپ کے توسط سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے جو point raise کیا اس کے بارے میں راجہ صاحب نے کیا کیا۔ کیا کسی سے رابطہ کیا ہے ؟ اس بارے میں کچھ بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ صاحب میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایجنڈے کا ہے وہ مجھے نپٹا لینے دیں۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے item No.2 discuss کرنا تھا President's Address پر ' وہ item No.2 ہے اور وہ deferred ہے اور وہ defer ہوگا اور پھر ہم تیسرے پر چلیں گے ۔ لہذا .Item No.2 stands deferred جی اب آپ فرمائیے۔

حافظ فضل محمد: جناب اس وقت راجہ صاحب بھی یہاں تشریف فرما تھے' میں نے ان کے گوش گزار کیا تھا اور میں نے ایک point raise کیا تھا سید پور اسلام آباد کے بارے میں' اس کے بارے میں ' میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے متعلقہ افسروں سے ' متعلقہ محکمے سے پوچھا ہے یا نہیں پوچھا ہے' کوئی فون کیا ہے یا نہیں کیا ہے' کیا صورتحال ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق: میں شاید اس وقت موجود نہیں تھا۔

حافظ فضل محمد: آپ موجود تھے ' اور آپ شاید گفتگو میں مصروف تھے۔

راجہ محمد ظفر الحق: جناب ابھی ایک سینیٹر صاحب تشریف لائے تو میں نے ان سے یہی گزارش کی ------

جناب حافظ فضل محمد: تو آپ ان کے ******* اجلاس کے دوران اس ---

Mr. Presiding Officer: Order please. No, no.

یہ نہ فرمائیے۔ یہ غلط بات ہے اور میں یہ الفاظ ایوان کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ کسی رکن کو یہ حق نہیں ہے کہ ایسی بات کرے۔

حافظ فضل محمد: جناب کیا یہ غلط نہیں ہے کہ کل میں نے جب point raise کیا

(****) Expunged by order of Mr. Presiding Officer.

تو اس وقت تین وزراء بیٹھے تھے اور ایک ایک کو یہ بات گوش گزار کرائی ہے۔ میں آدھا گھنٹا بولتا رہا لیکن کسی کے دماغ میں یہ بات نہیں آئی۔ کیا یہ بات غلط نہیں ہے۔ کیا ہم یہاں کے ممبر نہیں ہیں۔ کیا ہم کسی چرواہے کے بیٹے ہیں جو ادھر آ گئے ہیں۔ ہمیں یہ لوگ کیا سمجھتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ صاحب اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ میں ان کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے متعلق کل جواب دے دیں۔ راجہ صاحب اس کے متعلق کل جواب دے دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق: اس کے متعلق کل صبح بات کریں گے۔ لیکن اگر کوئی چرواہے کا بیٹا یا کسان کا بیٹا بھی ہو اور سینٹ کے اندر آجائے تو قابل احترام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Zahid Khan.

جناب محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب! ڈاکٹر صفدر اور میاں رضا ربانی صاحب نے ایک point raise کیا تھا تو Leader of the House نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب نے بات کی لیکن ان کو خود سمجھ نہیں آئی۔ Actual position یہی ہے کہ وزیر اعظم جب کویت گئے، جناب آپ مجھے بولنے دیں پھر آپ بولیں۔ 28 تاریخ کو جب انہوں نے ایمرجنسی نافذ کی اور foreign currency accounts.....

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Order please. Yes, Mr. Zahid Khan.

جناب محمد زاہد خان: جی جناب میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو foreign currency accounts منجمد کئے تو اس کے بعد overseas Pakistanis نے پیسہ بھیجنا بند کر دیا ہے۔

جناب والا، وزیر اعظم صاحب کویت گئے اور وہاں پر پاکستانیوں سے جب خطاب کیا اور ان سے کہا کہ آپ ہنڈی پر پیسہ کیوں بھیج رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہنڈی پر اس لئے بھیج رہے ہیں کیونکہ ہمیں ۵۵ روپے فی ڈالر کے حساب سے دیا جاتا ہے جبکہ آپ نے بنکوں کے اندر بھیج رہے ہیں کیونکہ ہمیں 55 روپے فی ڈالر کے حساب سے دیا جاتا ہے جب کہ آپ نے بنکوں کے اندر ہمارے accounts منجمد کر دیئے ہیں اور ہمیں اب اعتماد نہیں ہے۔

جناب والا! ہمیشہ وزیر اعظم صاحب جذبات میں آ کر اعلان کر دیتے ہیں اور پھر بعد

میں انہیں ہوش آتا ہے کہ میں نے کیا کیا ہے۔ اب وہ جب واپس پاکستان میں آئیں گے تو خود بتائیں گے کہ کیا جو انہوں نے پابندی اٹھائی ہے اس کا فیصلہ ٹھیک کیا ہے یا نہیں ۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں ۔ کالاباغ ڈیم کا اعلان کیا تو اسے بعد میں ہوش آیا ۔ ایمرجنسی نافذ کی تو بعد میں ہوش آیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی راجہ اورنگ زیب صاحب۔

جناب راجہ اورنگ زیب ۔ جناب والا! میں اپنے فاضل دوست حافظ صاحب کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کیوں کہ میں اسلام آباد کا لوکل ہوں اور اسلام آباد ہی سے منتخب ہوا ہوں اور جو مجھے اسلام آباد کے حالات سے جو واقفیت ہے وہ شاید کسی اور کو نہ ہو۔ میں ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے سیدپور کی بات کی ہے ۔ سیدپور کا علاقہ 1962-63 میں CDA نے acquire کر لیا تھا اور اب وہ CDA کی property ہے اور اس کے بعد وہاں پر جو لوکل لوگ رہتے تھے ان کو compensation دے کر ان کو colonies میں آباد کر دیا ہے ۔ اس کے بعد جتنی وہاں پر کچی آبادیاں بنی ہوئی ہیں وہ تمام illegal ہیں اور وہاں پر جو باہر کے لوگ مزدوری کے لئے آتے ہیں وہ وہاں پر مکان بنا لیتے ہیں ۔ اس لئے سی ڈی اے والوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی زمین سے ان لوگوں کو باہر نکالیں۔

حافظ صاحب کا کہنا تھا کہ صرف آٹھ مکان سی ڈی اے نے mark کئے ہیں اور وہ ان کو demolish کریں گے میں اس کی تردید کرتا ہوں کہ سی ڈی اے اگر dcmolish کرے گی تو پھر پوری آبادی کو demolish کرے گی' صرف آٹھ کو demolish نہیں کرے گی ۔ جناب والا! یہ پرائم منسٹر صاحب کی پالیسی ہے کہ جو اسلام آباد کی زمین CDA acquire کر چکی ہے اس پر encroachment نہ ہونے دی جائے اس لئے اگر کوئی encroachment demolish ہوتی ہے تو میرے خیال میں وہ جائز ہے ۔

حافظ فضل محمد ۔ جناب والا! میرے خیال میں میں سمجھا نہیں سکا۔ میں اس حق میں ہوں کہ جو غیر قانونی جتنی آبادی ہے اسے فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہاں پر دو ہزار کے لگ بھگ لوگ غیر قانونی طور پر رہتے ہیں لیکن سی ڈی اے کی طرف سے کوئی نوٹس بھی نہیں ہے اس کے باوجود نیچے سے تعلق رکھنے والے کچھ آفسران ہیں جو وہاں جا کر

صرف آٹھ گھروں کو نشانہ بناتے ہیں ۔ اور رات کو دو بجے پہنچ جاتے ہیں کہ آپ ابھی تک کیوں نہیں گئے ۔پھر کبھی ۱۱ بجے آتے ہیں' کبھی ۱ بجے آتے ہیں۔ کبھی ۱۲ بجے آتے ہیں ۔کبھی ان کی بجلی کاٹ دیتے ہیں۔ کبھی دھمکاتے اور ڈراتے ہیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ وہ قانونی ہیں۔ یہ میں بھی مانتا ہوں ' وہ بھی مانتے ہیں کہ ہم غیر قانونی ہیں لیکن وہ صرف آٹھ دس گھر غیر قانونی نہیں ہیں ۔وہاں کی پوری آبادی غیر قانونی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں کہ ہمیں نوٹس دے دیں ۔ بلڈوزر لے آئیں ۔ ساری آبادی کو یہاں سے ہٹا دیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ چیئرمین کو بھی پتہ نہیں ہے اور جناب ہمارے محترم کو بھی پتہ نہیں ہے۔ نیچے کے کچھ لوگ آپس میں مل ملا کے اس طرح سازش کر رہے ہیں اور صرف آٹھ دس گھرانوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ ہمارا اعتراض صرف اس پہ ہے کہ وہ بھی غیر قانونی طریقے سے آتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: We now take up item No.3 of the agenda.

حبیب جالب صاحب آپ تقریر فرمانا چاہتے ہیں یا کوئی اور پوائنٹ raise کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: جناب چیئرمین صاحب ! میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حبیب جالب سے ذرا پوچھ لوں ۔ آپ تقریر فرمانا چاہتے تھے اس آئٹم نمبر تین پر یا ویسے کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب حبیب جالب بلوچ: نہیں اجمل صاحب کھڑے ہیں ۔ وہ ہمارے محترم ہیں ۔ آپ ان سے پہلے پوچھ لیں پھر میں کچھ کہوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں میں نے تو آپ سے پوچھا ہے کہ آپ اس آئٹم نمبر تین پر تقریر فرمانا چاہتے ہیں یا کچھ اور کہنا چاہتے ہیں ۔

جناب حبیب جالب بلوچ : تقریر بھی کرنا چاہتا ہوں صرف ایک نکتے پر راجہ صاحب سے پوچھنا چاہتا تھا کہ گیس کے ملازمین کے سلسلے میں جو question raise کیا گیا تھا اور جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ جب منسٹر صاحب کو بلوائیں گے تو وہ آپ کو explain کریں گے تو آیا ان سے رابطہ ہوا ہے یا نہیں کیونکہ پانچ سو ملازمین کو نکالا گیا جن میں پچاس کو سپریم کورٹ نے بحال کر دیا اور sixty اور بھی ہیں جنہیں ہائی کورٹ نے بحال کر دیا تھا تو اس پر عمل درآمد ابھی تک کیوں نہیں ہو رہا ۔ اس پر question تھا ۔

Mr. Presiding Officer: Yes, Raja Sahib.

راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! چوہدری نثار علی صاحب جو concerned Minister ہیں۔ وہ ابھی باہر گئے ہوئے تھے اور توقع یہی ہے کہ آج وہ آگئے ہوں گے۔ ان کی واپسی پر ان سے بات کر کے and he will brief the House

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اجمل خٹک صاحب۔

3. RE: BULLDOZING THE COTTAGES OF AFGHAN MOHAJRIN

جناب محمد اجمل خان خٹک: جناب چیئرمین! میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ میرے بھائی سینیٹر نے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، میں ان کی ہر طرح سے تائید کرتا ہوں اور اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ آج اخبار میں بھی میں نے پڑھا اور میرے پاس وفد بھی آرہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ایک تو وہ افغان مہاجرین جو آپ سب جانتے ہیں کہ کیوں یہاں آئے اور ایک مسلمان بھائی ملک کی پناہ میں آئے اور ان کو کیا تکلیفیں، کیا مصیبتیں تھیں وہ معلوم ہیں۔ لیکن وہ تنگ ہو کر یہاں آئے ہیں۔ زندگی ان کی وہاں بہت تنگ تھی۔ موت سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ یہاں بلاشبہ وہ مزدوری کرتے ہیں۔ ہم نے ان کو بھائی سمجھا۔ جو یہاں آگئے۔ لیکن اب اگر یہ صورت حال ہے کہ وہ عرصے سے یہاں رہ رہے ہیں کسی کے گھر میں نہیں رہے۔ سڑک پے نہیں رہے اور ہم نے ان کو جگہ بھی نہیں دی۔ انہوں نے جنگل میں کسی جگہ اپنے لئے جھونپڑی بنا لی۔ عرصے سے وہاں وہ رہ رہے ہیں۔ اب اگر آپ ان کو تنگ کر کے، ان کے گھروں کو بلڈوز کر کے نکالیں گے تو اس کے نتائج پر آپ غور کریں۔ وہ تھوڑے نہیں ہیں وہ پھیلے ہوئے ہیں۔ موت سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ یہاں آپ ان کو موت کے منہ میں دھکیلیں گے تو وہ کیا کریں گے۔ یہ نازک صورت حال ہے۔

دوسرا یہ کہ وہ پشتون جنہوں نے شہروں کو آباد کیا مزدوری کی، آج بھی مزدوری کرتے ہیں ان کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ اپنے لئے کسی جگہ گھس کر غار میں، درخت کے نیچے، کسی جگہ پر رہنے کے لئے جگہ بناتے ہیں۔ جس تکلیف سے وہ وقت گزارتے ہیں وہ قابل رحم ہے اور صبح سویرے اٹھ کر دوڑے دوڑے آتے ہیں۔ یہاں محلات بناتے ہیں،

سڑکیں بناتے ہیں۔ یہ خوبصورت شہر بناتے ہیں شام کو پھر اپنی جگہ پہ چلے جاتے ہیں تو ان کے لئے اگر جگہ نہیں ہے ، اور جنہوں نے غار میں اپنے سر کو چھپا رکھا ہے ان کو بھی آپ بلڈوز کریں گے تو وہ کہاں جائیں گے ۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام باتیں کس حد تک ہیں اس پر ہم اپنی کمیٹی میں بحث کر رہے ہیں ۔ ان کو تنگ کرنے کے ، ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے جو نتائج ہو سکتے ہیں میں آپ کے ذریعے حکومت سے ، سینٹ کے تمام ساتھیوں سے ، اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں اور ان کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ اس پر سوچیں ۔ وہ موت کے منہ سے بچنے کے لئے یا بھوک کی وجہ سے یہاں آ گئے ہیں اور آپ یہاں ان کے ساتھ یہ سلوک کریں گے ۔ تو ان نازک حالات میں ہمیں ملک کے اندر ہر پہلو ، ہر سمت ایسی فضا پیدا کرنی چاہیے کہ کسی جگہ کوئی مخالف انگلی اٹھا نہ سکے ۔ ہم کیوں ایسا موقع دیں، کیوں لوگوں کو تنگ کریں، کیوں لوگوں کو موت کے منہ میں دھکیلیں ۔ یہ ذرا سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے ۔

Mr. Presiding Officer : We now take up item No.3 and resume discussion on the law and order situation with special reference to Karachi .

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی جناب انہوں نے فرمایا کہ اس کے بعد وہ اس کے متعلق پتہ کر کے statement دیں گے I give the floor to Dr. Abdul Hayee Baloch.

جناب محمد اجمل خان خٹک : جناب اس پر کسی کو بیان دینا چاہیے ۔ میری بات آپ نے سن لی۔ اس کان سے سنی اور اس سے باہر نکال دی ۔ ٹھیک ہے میں نے اپنا فرض ادا کیا لیکن جو انجام ہو گا اس کی ذمہ داری کون سنبھالے گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : خٹک صاحب میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ راجہ صاحب پہلے بیان دے چکے ہیں کہ اس کے متعلق باقاعدہ بیان دیا جائیگا۔ Yes, Dr. Abdul Hayee Baloch Sahib.

ADJOURNMENT MOTION

RE: DISCUSSION ON THE LAW AND ORDER SITUATION WITH

SPECIAL REFERENCE TO KARACHI

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب چیئرمین صاحب شکریہ - میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ میرے جیسے ادنیٰ سیاسی کارکن کو بھی پورے ملک کے امن و امان اور بالخصوص کراچی کے حوالے سے کچھ عرض کرنے کا موقع دے رہے ہیں - میں آپ سے امید کروں گا کہ میں چونکہ ایک پارٹی کا سربراہ بھی ہوں اور ایک عوامی طبقے سے میرا تعلق بھی ہے اس لئے مجھے بات مکمل کرنے دی جائے گی اور حقیقت یہ ہے کہ جو قتل و غارت ہو رہی ہے بیگناہوں کی ، میں ذاتی طور پر اس سے بہت متاثر ہوا ہوں اور ان کی بے بسی اور ان کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اور جس طرح سے ہمارے ملک کے چودہ کروڑ عوام اضطراب سے گزر رہے ہیں ، میں ذاتی طور پر اس سے متاثر ہوں۔ میں عرض کروں گا کہ مجھے کچھ patience کے ساتھ سنیں اور مجھے بھی ایسے ہی اپنی بات پوری کرنے کا موقع دیا جائے جس طرح دوسرے لیڈروں کو موقع دیا گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب اسی لئے آپ کو سب سے پہلے موقع دیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : مہربانی - جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دہشت گردی ہے ہمارے ملک میں ، میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر ایک مخصوص حکمران طبقہ ہے اور یہ حکمران طبقہ سب سے بڑی جو اس ملک سے زیادتی کرتا چلا آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ وہ قانون سے بالا تر ہے۔ Rule of law جس کو ہم قانون کہتے ہیں، قانون کی بالا دستی کہتے ہیں وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا - یعنی یہ دنیا کا واحد بدقسمت ملک ہے کہ یہاں جو حکمران طبقہ ہے وہ خود کو قانون سے بالا تر سمجھتا ہے اور وہ خود قانون کی مٹی پلید کرتا ہے - اس ملک کے اندر انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مہذب معاشرہ ، کوئی جمہوری معاشرہ ، کوئی انسان دوست معاشرہ بغیر انصاف کے قائم و دائم نہیں رہ سکتا - انصاف کسی معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت ہے جس سے ہم عاری ہیں - یہاں جنگل کا قانون ہے، یہاں زور آوروں کا قانون ہے، یہاں طاقتوروں کا قانون ہے - یہاں might is right کا قانون چلتا ہے۔

یہ جو یہاں ہم قصیدے خوانی کرتے ہیں قانون ، عمل، جمہوریت ، عدلیہ کی آزادی ، پریس کی آزادی یہ ساری صرف باتیں ہیں۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اس سیاسی طبقے نے اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کے حقوق، نہ صرف سیاسی طور پر مگر معاشی طور پر بھی غصب کر رکھے ہیں بلکہ ان کو بے روزگاری اور مہنگائی کے ساتھ ساتھ اب موت کے سوداگر سونے بھی نہیں دیتے ۔ نہ صرف وہ اپنے لئے بلکہ اپنے بچوں کے لئے بھی پریشان ہیں۔ کسی شہری کے بچے جب نوکری کے لئے یا سکول جاتے ہیں تو وہ پریشانی کی صورت میں ہوتے ہیں کہ خدا کرے کہ وہ شام کو گھر واپس آ جائیں ۔ مزدور جاتا ہے۔ اس کا یہ حال ہے ۔ ہاری جاتا ہے اس کا یہ حال ہے ۔اب تو صورت حال اس حد تک ابتر ہو گئی ہے نہ شہر محفوظ ہے نہ دیہات محفوظ ہیں ۔نہ سڑکیں محفوظ ہیں نہ کارخانے محفوظ ہیں نہ کھیت محفوظ ہیں نہ ریل محفوظ ہے ۔ انسان کو جو امن کی تلاش ہے ، امن کی جو پریشانی ہے وہ کہیں نظر نہیں آ رہا ۔ بم بلاسٹ یہاں ہوتے ہیں ۔ اغواء برائے تاوان یہاں ہوتے ہیں ۔ ڈکیتیاں یہاں ہوتی ہیں۔بیگناہ انسانوں کا قتل عام یہاں ہوتا ہے ۔دن دیہاڑے ڈاکے یہاں پڑتے ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ شہروں کے اندر بیگناہ لوگوں سے جیلخانہ جات بھرے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ سٹیٹ terrorism کی اور lawlessness کی خود حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ان کی سرپرستی کرتی ہے ۔یہ کتنا بڑا المیہ ہے ۔ کیسے قانون کی بالادستی ہوگی ، غریب لوگ انصاف کی بھیک کس سے مانگ سکیں گے۔یہ ساری چیزیں دانستہ طور پر ہو رہی ہیں۔ایک طرف سے ہم یہ شور کرتے ہیں۔سارے ملک کے عوام کو جوڑنا ہے۔قومی ایجنڈا دیا ہے ۔میں اس کو قومی ایجنڈا نہیں کہتا ، یہ قومی انتشار کا ایجنڈا ہے ۔قوم کو جوڑنے کا ایجنڈا نہیں ہے ۔ انتشار کا ایجنڈا ہے۔جس میں ایمرجنسی کے نفاذ سے لے کر ، کالاباغ ڈیم، مہنگائی ، بیروزگاری معیشت کی تباہی ہے ۔ڈالر 55/56 روپے کا ہو گیا ہے ۔ کراچی سٹاک ایکسچینج کا ریکارڈ آج تک 811 پوائنٹ تک پہنچا ہے ۔شاید اب تو خطرہ یہ ہے کہ اس کو بند کرنا پڑے گا۔یہانتک لوگ سوچتے ہیں اور لوگ تو یہ بھی چہ میگوئی کرتے ہیں کہ ممکن ہے ڈالر چند دنوں میں 6 0/70 روپے تک پہنچ جائے۔اکنانومی تو تقریباً standstill ہوچکی ہے ۔ recession کا شکار ہے ۔ کوئی اس کو بڑھاوا نہیں مل رہا ہے ۔میں حیران ہوں کہ کسی بھی مسئلہ کے اوپر ہم سنجیدہ نہیں ہیں۔معاشی مسئلہ ہو، سیاسی مسئلہ ہو ، قانون کی بالادستی کا مسئلہ ہو ، امن و امان کا ہو ، آخر ہم اس ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔آج ہر ایک غریب شہری فریاد کرتا ہے کہ وہ

اپنی فریاد کس کے پاس لے جائے۔ ہمارے ملک کے اندر یہ عالم ہے کہ کوئی بھی شہری اگر کہیں کوئی واقعہ دیکھ رہا ہو ، وہ اس کی گواہی دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔یعنی گواہی دینے کا معنی یہ ہے کہ دوسرے دن آپ اپنی موت کے لئے تیار ہو جائیں۔چاہے وہ قتل سامنے ہو رہا ہے کوئی گواہی ، ڈر کے مارے ، خوف کے مارے ، نہیں دے سکتا ۔ہم کیا کر رہے ہیں ہم اپنے ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔میں سادہ زبان میں ایسے کہوں گا کہ ان ۱۴ کروڑ معصوم ، نہتے عوام کو ہم نے دہشت گردوں کے حوالے کر دیا ہے ۔وہ ایسے ہے جیسے آپ مال کے ریوڑ کو بھیڑیوں کے حوالے کر دیں۔ آج ملک کے ۱۴ کروڑ عوام ان کے رحم و کرم کے اوپر ہیں۔ بھتہ خوری یہاں ہوتی ہے۔ نہ کاروباری لوگوں کو چھوڑتے ہیں ۔ کسی کو بھی ہم نہیں چھوڑتے ۔ چھوٹے دکاندار ، پان بیڑی والے سے لیکر، کھوکھے والے سے لیکر ، ریڑی والے سے لیکر اوپر کے کاروبار تک بھتے مقرر ہیں۔میں حیران ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ پاکستان میں پنجاب کے عوام کی سب سے زیادہ عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔وہ تو باقاعدہ پولیس سٹیٹ ہے اور یہ جو بڑے لوگ ہیں ۔ یہ اپنی مرضی کے SHOs, SSP اور بڑے آفیسرز لگواتے ہیں اور ان سے سب کام لیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو کیسے شکنجے میں رکھ سکتے ہیں۔لوگوں کے اوپر آپ کیسے نفسیاتی دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ کیسے خوار کر سکتے ہیں ۔ویسے بینادی طور پر فیوڈل سوسائٹی جو ہے یہ rotten society ہے ۔ فیوڈل ازم خود جو ہے وہ rotten ہے۔یہ گلا سڑا ہے ، غلاظت کا ڈھیر ہے۔اب تو بدقسمتی سے فیوڈل پارٹیوں کے تعلق سے علاوہ جو ہماری مڈل کلاس پارٹیاں ہیں۔لوئر مڈل کلاس سیاست کے دعوٰی دار ہیں۔وہ ان سے بھی استاد ہو کر نکلتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ terrorism کے سائے میں پل سکتے ہیں تو ہم مڈل کلاس پارٹی بھی terrorism کے سائے تلے پلیں گے ۔ مجھے دکھ ہوتا ہے اور لوگ حیران ہیں ۔ دیہاتوں میں بھی اور شہروں میں بھی terrorism ہے ۔ وہاں بھی اور یہاں بھی دہشت گرد ہیں ۔ کوئی feudal lord کے چنگل سے نکل کر شہروں کا رخ کرتا ہے تو یہاں شہری لارڈ بیٹھے ہیں ۔ جو کسی کو چوں کرنے نہیں دیتے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے ہم کوئی معاشرے کی خدمت کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! حقیقت حال یہ ہے کہ یہ جو ہم ملک کے عوام کو جس تذبذب،ظلم، بربریت، دہشت گردی، لاقانونیت اور مہنگائی کے شکنجے میں جکڑ رہے ہیں تو ایک حقیقی انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بلی کو بھی اگر آپ تنگ کریں گے تو آخرکار جھٹکے لگاکر اپنی جان چھڑا

ے گی اب تو عوام کو آپ دیوار سے ٹکرا رہے ہیں۔ حقیقتاً ایک دیوار کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کس کس چیز کا ' سب بوجھ غریب عوام پر ہے۔ رشوت ستانی غریب کے لئے ہے ' قانون میں بے عزت ہونا غریب کے لئے ہے' اور سڑکوں پر خوار ہونا غریب کے لئے ہے ' علاج سے محروم رہنا غریب کے لئے ہے' تعلیم سے محروم ہونا ' دہشت گردی کا شکار ہونا' بھتے دینا ' غریب کے لئے ہے۔ یہ کونسا مسئلہ ہے ۔ taxes کا بوجھ عام آدمی اور غریب آدمی پر ہے۔ ساری چور بازاری ہے وہ سب غریب کے لئے ہے ۔ ساری اسٹیٹ مشینری کو ہم نے چودہ کروڑ عوام کی خوشحالی کو کچلنے کے لئے ' اس کی آزادی کو سلب کرنے کے لئے مسلسل متواتر غلام رکھنے کے لئے ہم استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب نے حال ہی میں مشترکہ اجلاس میں فرمایا کہ آزادی کا سورج طلوع ہوا۔ سبحان اللہ۔ یہ عجیب آزادی کا سورج طلوع ہوا کہ کوئی کسی کی جان محفوظ نہیں ہے' کسی آدمی کے لئے روزگار کی ضمانت نہیں ہے ' قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں' یہاں دال' سبزی' ٹماٹر ' چینی ; چاول ' علاج اور دیگر ہر چیز مہنگی ہے ۔ دونمبر کی دوائیاں چل رہی ہیں۔ زراعت میں بھی دو نمبر کی ادویات چل رہی ہیں۔ یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر کوئی چیز سستی ہے تو پھر وہ انسان کا خون پاکستان میں سب سے سستا ہے۔ سب سے سستا انسان کا خون ہے کتنے افسوس کی بات ہے ۔ کتنا ہم اپنے شہریوں کے لئے عزت و احترام رکھتے ہیں کہ اب تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ذبح خانے بنا رکھے ہیں ۔ سارا ملک بُچڑ خانہ بنا ہوا ہے۔ کراچی خاص طور پر بُچڑ خانہ ہے ۔ کون کہتا ہے ہم انسان ہیں ۔ انسانی حکومت ' انسان دوست حکومت اس کا شرم سے سر جھک جانا چاہئیے ۔ یعنی ہم انسان ہیں اور کیا ہم انسانوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ کیا انسانوں نے اس ملک کے لاکھوں کروڑوں عوام نے اس کے لئے قربانیاں دی ہیں ۔ انہوں نے اس جمہوریت کے لئے قربانی دی ہے ۔ کیا انہوں نے اس آزادی کے لئے قربانی دی ہے ۔ انہوں نے تو انسان دوست معاشرے کے لئے قربانیاں دی ہیں لیکن ہم ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کیا سلوک کر رہے ہیں ۔ ہر جگہ مافیا' لینڈمافیا' ڈرگ مافیا' دہشت گرد مافیا' سیاسی مافیا ' ظلم و جبر کا مافیا ' پولیس مافیا ' کون کون سے مافیئے کو عوام face کریں ' کس مافیئے کا مقابلہ کریں اور سمجھائیں۔ آپ نے درندوں کے سامنے چودہ کروڑ عوام کو پھینک دیا ہے ۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کوئی حکمران ' حکمران کس کو کہتے ہیں' اس کا بنیادی کیا فرض ہے ' امن و امان کا قیام۔ یہ

اس کی بنیادی ذمہ داری ہے ۔ مجھے یہ حکمران بتائیں اور میری باتوں کا جواب دیں کہ ملک کا کوئی کونہ بتائیں جہاں امن ہے ۔ آپ نے تو جناب والا ! عدالتی آزادی کا حشر اور توہین کی ہے میں تو کبھی اس کو نہیں بھولوں گا کہ سپریم کورٹ پر حملہ ' پارلیمنٹ کے لوگوں کو ڈنڈوں کے ساتھ ' میں اس کو کبھی نہیں بھولوں گا ۔ کبھی نہیں بھولوں گا ۔ اور آپ کے پولیٹیکل سسٹم کا یہ حال ہے یہ پارٹی سسٹم نہیں ہے ۔ یہ one man system ہے ۔ یہ feudal کی قباحتیں ہیں۔ feudal system کی ابھی تک یہ قباحتیں چل رہی ہیں ۔ سرمایہ دار آتے ہیں اور وہ بھی جاگیردار بننے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ دیہی جاگیردار ' بڑے بڑے محلات شہروں میں دیہی جاگیردار کے ' کس کے لئے اصلاحات ہونگی ' کسی کے لئے نہیں ہونگی سب نام کی اصلاحات ہیں ۔ taxes سب عوام پر ' یا salaried class پر ' آپ کے ملازمین طبقے پر ' چھوٹے ملازمین کو آپ نے کیا دیا' ایک روپیہ بھی ان کی تنخواہ نہیں بڑھائی ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ لاء اینڈ آرڈر پر آئیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میں اسی پر آ رہا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی بنیادی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اس کا تعلق روزگار سے ہے' انصاف سے ہے' عدلیہ کی آزادی سے ہے ' جب آپ عدلیہ کی آزادی ایمرجنسی لگا کر سلب کریں گے جب آپ معیشت کو تباہی کے کنارے پہنچائیں گے جب آپ بے روزگاری کے مسئلے کو اور مہنگائی کے مسئلے کو حل نہیں کریں گے تو' جناب چیئرمین ! میں آپ کے توسط سے حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاکھوں نوجوان یہ جو نوجوان نسل ہے آپ ان کے مسائل کو حل نہیں کر رہے ہیں' آپ اس پر توجہ نہیں دے رہے ہیں' آپ اس مسئلے کو اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ جو قوم اپنے لاکھوں نوجوان نسل کے مسائل پر توجہ نہ دے ان کو دیوار سے لگا دے تو مجھے آپ بتائیں کہ وہ کیسے ترقی یافتہ معاشرے میں شامل ہونگے کیسے ترقی کریں گے آج تعلیم کے دروازے نوجوانوں کے لیے بند ہیں' روزگار کے دروازے نوجوانوں کے لئے بند ہیں آج دنیا کے اندر نوجوانوں کے اندر جو ایک انسپائریشن ہوتا ہے ہم سورس آف انسپائریشن نہیں ہیں۔ ہماری قیادت سورس آف انسپائریشن نہیں ہے ہم کرپشن کے پہاڑ کے تلے دبے ہوئے ہیں اور اس دلدل میں ڈوبے ہوئے ہیں سر سے لے کر پاؤں تک ہم اپنے نوجوان نسل کو کیا دے رہے ہیں یہ ساری باتیں جب آپ نوجوان نسل کے مسائل کو

اڈریس نہیں کریں گے ان کے بوڑھے والدین کتنے دکھ اور تکلیفوں کے ساتھ اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں اس کے بعد ان کا کیا حشر ہے لاکھوں نوجوان چاہے پنجاب سے ہوں سندھ سے ہوں بلوچستان سے ہوں سرحد سے ہوں ڈگریاں لئے پھر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں معیشت کو سہارا دوں گا۔ گوادر کی سی پورٹ اگر آپ چاہتے ہیں معیشت کو سہارا دینا تو میں دعوے سے کہتا ہوں میں ایک لاعلم آدمی ہوں جاہل ہوں میں معاشیات کا واقف نہیں ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ لاہور سے اسلام آباد موٹر وے کی جگہ یا لاہور لنک روڈ یا لاہور فیصل آباد یا لاہور انٹرنیشنل ایئر پورٹ اس سے زیادہ اہمیت جو تھی وہ گوادر سی پورٹ کی تھی۔ آج کراچی کا بوجھ بھی کم ہوتا آج ایک متبادل پورٹ پاکستان کے پاس ہوتا۔ اس سی پورٹ کی مدد سے لاکھوں کروڑوں ڈالر کا ملک کو منافع ہوتا اور یہ کراچی میں جو گھمبیر مسئلہ ہوتا جا رہا ہے اس کا بھی ایک حل نکل آتا لیکن آپ نے توجہ نہیں دی میں معذرت کے ساتھ اور دعوے سے کہتا ہوں مجھے پنجاب کے عوام دوست ہیں، مگر پنجاب کو وہ کیا دیتے ہیں وہ شاون ازم کا شکار ہے وہ پنجابی شاون ازم سے نہیں نکل رہا ہے اگر وہ پنجابی شاون ازم سے نکلے تو ہم سب مل کر اس ملک کو ایک بہتر ملک بنا سکتے ہیں عوام مظلوم ہیں میں نے پہلے عرض کیا وہ بے دست و پا ہیں ان کو تو جاگیر داروں نے اور سرمایہ داروں نے پورے ملک کے عوام کو بالخصوص پنجاب کے عوام کو ان کا سانس لینا جو ہے وہ بھی دو بھر کر دیا ہے۔

تو جناب والا! جب آپ نوجوان نسل کے مسائل کو اڈریس نہیں کریں گے تو وہ کلاشنکوف کلچر کی طرف جائیں گے وہ ہیروئن کلچر کی طرف جائیں گے وہ نمبر دو کاروبار جو اس ملک میں کرتے ہیں، آپ حیران ہوں گے چیئرمین صاحب! وہی ان کو کرائے پر لیتے ہیں ان نوجوانوں کو معمولی تنخواہیں دے کر ان کو اپنے ساتھ لے لیتے ہیں ان کو لے کر اپنے ساتھ چلتے ہیں اور وہ بھرتی کرتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے ڈاکو لوگ ان کو بھرتی کرتے ہیں یہ مافیا والے لوگ ان کو بھرتی کرتے ہیں ملازم رکھتے ہیں مجھے مکران ڈویژن میں پتا ہے جو سمگلرز ہیں وہ ان کو بھرتی کرتے ہیں نوجوانوں کو پڑھے لکھے لوگوں کو اور ان کو تو روٹی چاہیے جب آپ روٹی کا مسئلہ حل نہیں کریں گے تو کیسے ہوگا۔ کارخانے آپ نہیں چلا رہے ہیں۔ زراعت آپ کی ایسی نہیں ہے دو نمبر ادویات نے کپاس کو اور دوسری چیزوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے تو کیسے معیشت ہو گی۔ تو لوگ تو کچھ کریں گے جب معیشت نہیں ہو گی تو اس کے ساتھ مشکلات بڑھیں گی میں

آپ کو یہ عرض کرتا چلوں کہ اس وقت جو پورا ملک دیکھیں آپ کا واحد ملک ہے جو یعنی 78 سے آپ نے افغانستان کے معاملے میں مداخلت کی تو لاکھوں افغان مہاجرین یہاں ہیں بے شمار غیر ملکی بنگالی ہیں برمی ہیں وہ انڈین ہیں انڈونیشیا کے ہیں بے شمار ہیں۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے کہ جہاں سے جب کسی کا جی چاہے وہ پاکستان میں داخل ہو جائے دوسرے دن اس کو شہریت مل جاتی ہے پاسپورٹ مل جاتا ہے شناختی کارڈ مل جاتا ہے وہ پاکستان کا شہری بن جاتا ہے چاہے وہ جرائم پیشہ ہو کچھ بھی ہو کوئی بھی ہو کسی بھی طریقہ سے یہاں آیا ہو اس کو پاسپورٹ مل جاتا ہے اور شناختی کارڈ مل جاتا ہے۔ 26 یا 24 لاکھ کے قریب لوگ کراچی میں بیٹھے ہیں پورے پاکستان میں لاکھوں افغان مہاجرین جو ہیں وہ بیٹھے ہیں بیس سال ان کو ہو گئے ہیں افغان مہاجرین کو ابھی تک آپ کی پالیسی ہماری سمجھ میں نہیں آتی آپ ان کو کب روانہ کریں گے کب ان کا مسئلہ حل کریں گے میں تو حیران ہوں جب آپ اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ آج جو افغانستان سے پاکستان میں آتا ہے وہ پاکستان کا دوسرے دن شہری بن جاتا ہے انڈیا سے آئے وہ پاکستان کا شہری بن جاتا ہے، بہاری ہو یا بنگہ دیش سے آئے وہ پاکستان کا شہری بن جاتا ہے ۔آپ نے لاکھوں بہاری یہاں منگوائے ۔ بھئی مشرقی پاکستان میں تھے ، ادھر ہی رہتے ۔ بنگہ دیش میں تھے ، بنگہ دیش میں رہتے ۔ اپنے ملک میں رہیں جہاں پر وہ ہیں ۔ یعنی یہ اچھی بات ہے کہ اسلام کے نام پر ہمارے دروازے ساری دنیا کے لئے کھلے ہیں ۔ جس کو بھی موقع ملے وہ یہاں آ جائے اور یہاں کا شہری بن جائے تو کیسے امن و امان قائم ہو سکے گا ۔ کس طرح سے ہم اپنے ملک کو بہتری کی طرف لے جائیں گے ۔ کیوں ہم اپنی خارجہ پالیسی کو قومی اور ملکی ضروریات کے تابع نہیں بناتے ہیں ۔ کیوں ہم افغانستان کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ۔ہم کیوں مداخلت کرتے ہیں ۔ ہم ہمسایہ ملک سے مذاکرات کر کے تمام مسائل بشمول کشمیر حل کرنے کی طرف کیوں نہیں بڑھ رہے ہیں ۔ چاہے انڈیا ہو ، ایران ہو یا افغانستان ہو یا اور ممالک ہوں ان کے ساتھ کوئی راستہ یا طریقہ نکالیں ۔ آخر کس طرح سے ہم اپنی مشکل کو سنواریں گے ۔ احتساب کی آپ رٹ لگا رہے ہیں ۔ احتساب یک طرفہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ اپوزیشن کو آپ کچلنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں ۔ اپوزیشن کو کچلنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ احتسابی بورڈ ہو تو یکساں ہو ۔ سب کے لئے یکساں ہو ۔ججوں پر مشتمل احتساب بیورو ہو ۔ غیر جانب دار لوگ ہوں ۔ سارے ملک کے حکمرانوں اور اپوزیشن کا احتساب کریں۔ سب کو بے نقاب کریں جنہوں نے اس ملک کو لوٹا ہے۔

ملک کا 170 ارب ابھی تک ڈوبا ہوا ہے ۔ کوئی پرسان حال نہیں ۔ چھوٹے قرض داروں کو آپ پکڑ کر جیل میں ڈال دیتے ہیں ۔ ایک لاکھ والا، پچاس ہزار والا، ساٹھ ہزار والا یا دو لاکھ والے کو آپ جیل میں ڈال دیتے ہیں ۔ یہ کس طرح سے ملک چلے گا ۔ پارٹی سسٹم آپ نہیں کرتے ہیں۔ آپ coalition partner بناتے ہیں ۔ ضرور بنائیں ۔ coalition, government کی طرف سے ہونی چاہئیے ۔ مگر آپ نے عوام کو کبھی بتایا ہے کہ آپ کے پاس کیا ایجنڈا ہے۔ کیا پروگرام ہے۔ کوئی پروگرام نہیں بناتے ہو ۔ بلوچستان میں coalition government ہے۔ کوئی پروگرام نہیں ہے ۔ سندھ میں مخلوط حکومت ہے ۔ کوئی پروگرام نہیں ہے ۔یہ ایک عجیب سلسلہ ہے ۔ ایک طرف سے آپ کہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو ۔دہشت گردی کیسے ختم ہو ۔ بم بلاسٹ کیسے ختم ہو۔ سب سے آسان ٹرانسپورٹ ریلوے سسٹم ہے۔ آپ نے اس کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ٹریول سسٹم آپ نے تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ آپ نے کمیونیکیشن تباہ و برباد کر دیا ہے۔ آپ نے شہری سکون تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کراچی ایک لاوا ہے ۔ کراچی کے لوگ ایک بارود کے انبار پر بیٹھے ہیں ۔ کراچی ایک بوچڑ کھانہ ہے ۔ کراچی کے ایک کروڑ سے زائد لوگ سیاسی اور اعصابی دباؤ کا شکار ہیں اور کوئی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ ان کے ساتھ صبح و شام یا دوپہر کو کیا ہونے والا ہے ۔ ایک ماہ کے اندر ایک ہزار سے زیادہ گاڑیاں اٹھائی گئی ہیں۔ ایک ہفتے یا دس دن کے اندر 120 یا 140 سے زیادہ لوگ شہید ہوئے یا مارے گئے ہیں ۔ کیا یہ کوئی قانون ہے ۔ سب سے بڑھ کر یہ ظلم ہے کہ جو ادارے امن و امان کے لئے ہیں ۔ آپ ان اداروں کو بھی تباہ کر رہے ہیں ۔ اب اداروں کے ذریعے ملک چلائے جاتے ہیں یا فرد کے ذریعے ملک چلائے جاتے ہیں ۔ بیورو کریسی کا ادارہ تقریباً آپ نے ناکارہ بنا دیا ہے ۔ آپ کسی کو ایکسٹنشن دے دیتے ہو ۔ کسی کو 22 گریڈ دے دیتے ہو۔ چھوٹے ملازمین کو دھکے دیتے ہو کہ یہ گولڈن شیک ہینڈ ہے ۔ کسی کو گھر بھیج دیتے ہو اور چور دووازے سے بھرتیاں کرتے ہو تو یہ کیا ہے۔ فیڈرل کوٹہ سسٹم ہے ۔ اس پر آپ عمل نہیں کرتے ہو۔ کوئی آپ کی پالیسی نہیں ہے کہ آپ اس کو رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں رکھنا چاہتے۔

جناب والا! جب آپ پالیسی بناتے ہیں تو ضرور بنائیے ۔ مسلم لیگ کا سندھ میں یہ حق ہے مگر اس کی کس نے ان کو اجازت دی ہے ۔جو پولیس ہے ، رینجرز ہے اور ادارے ہیں۔ آپ ان کو کیوں demoralize کرتے ہیں ۔ کراچی میں اگر کسی سیاسی پارٹی کے کارکن، جو اقتدار میں

ہیں ، اگر ان کے لوگ متاثر ہوئے تو ان کو 15,20,30 کروڑ دے دو۔ یہ کہ گھر کا خزانہ ہے ان کے لئے خزانے کھلے ہوئے ہیں اور جو دوسرے لوگ متاثر ہوئے ہیں ، کراچی کے شہری ہوئے ہیں ، پولیس والے ہوئے ہیں یا دوسرے ہیں ۔ ان کے لئے کوئی معاوضہ نہیں ہے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے یا چن چن کر ان کو مارا جائے۔ مجھے بتایا جائے کہ کسی دنیا کے ملک میں اگر ایک پارٹی دوسری پارٹی سے اختلاف کرتی ہے تو کیا اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا گلا گھونٹا جائے ۔ جمہوریت اسی کو کہتے ہیں یا ان پر یہ الزام کہ یہ ایجنسیوں کے لوگ ہیں ۔ بھئی پارٹیاں ہیں ۔ سیاست کرتے ہیں ۔ اچھے ہیں یا برے ہیں ۔ اس کا فیصلہ تو لوگ کریں گے۔ آپ ان کو آزادی دیں ۔ آپ ان کی آزادی میں دخل کیوں دیتے ہیں۔ لیکن یہاں کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ جناب والا! دیکھیں یہ مسلم لیگ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور میں دیانت داری سے کہتا ہوں کہ اس وقت جو کراچی کی صورت حال ہے ۔ کراچی منی پاکستان ہے ۔ جیسے میرے ایک دوست نے کہا کہ کراچی میں صرف اردو بولنے والے ہی نہیں رہتے ہیں ۔ کراچی میں بلوچ بھی رہتے ہیں ، پختون بھی رہتے ہیں ، پنجابی بھی رہتے ہیں اور سندھی بھی رہتے ہیں۔ کراچی سب کا شہر ہے ۔ کراچی حقیقت میں پاکستان کی معیشت میں ایک اشارہ ہے، کراچی کا سٹاک ایکسچینج بند ہو جائے گا تو پورے ملک کی معیشت بیٹھ جائے گی۔خاص طور پر جو سابق ڈکٹیٹر ضیاء الحق صاحب تھے انہوں نے کراچی کے عوام کے ساتھ ظلم کیاکہ پورے پاکستان میں 1985ء کے الیکشن میں کسی کے حلقے تبدیل نہیں ہوئے صرف کراچی کے تبدیل کئے گئے۔ کراچی کے ایسے حلقے بنائے کہ اردو اسپیکنگ کے سواکوئی آ ہی نہیں سکتا۔یہ کوئی طریقہ ہے، 50 فیصد آبادی کو آپ نے ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے ، نہ ان کو شناختی کارڈ ملتا ہے، نہ ان کو پانی ملتا ہے، نہ ان کے ساتھ میونسپل کارپوریشن میں انصاف ہوتا ہے۔ کیا دوسرے پاکستانی شہری نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب law and order کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میں اسی کی طرف آ رہا ہوں۔جب آپ لوگوں کو دیوار کے ساتھ ٹکرائیں گے، دیکھیں سچی بات یہ ہے کہ اربن ہو یا رورل ہو ،عوام عوام ہے، کراچی کے عوام چاہے وہ بلوچی بولتے ہیں ، سندھی بولتے ہیں یا پشتو ، پنجابی اور سرائیکی کوئی زبان بولتے ہیں ،سب ہی ہمارے بھائی ہیں، کیوں ہم ان کو ایک دوسرے کا محتاج بناتے ہیں، کیوں ہم ایسا

طریقۂ کار رکھتے ہیں کہ جس سے جبر اور ظلم کرنے والے ان کے ساتھ ہیں۔ یہ politics میں دہشت گردی کی کہاں تک اجازت ہے۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude now.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں اس طرف آتا ہوں جناب۔ میں کہتا ہوں کہ politics میں دہشت گردی کی بنیاد فیوڈل سوسائٹی نے رکھی اور اس کو ہمارے middle class پارٹی والے continue کر رہے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ کو یاد ہو گا یہاں اسلام آباد میں ایک افسوسناک واقعہ ہوا۔ وہ دانشور لوگ تھے، وہ پریس کانفرنس کرنا چاہتے تھے۔ کچھ پروفیسر تھے وہ اس ایٹمی پروگرام پر بات کرنا چاہتے تھے۔ یہ جماعت اسلامی پاسبان ملی ہیں کیا بلا ہیں، یہ مصیبت شباب ملی، وہ ڈنڈوں کے ساتھ ادھر گئے، ایک ہوٹل میں ان بیچاروں کو ڈنڈے مارے، یہ ہم middle class کا دعوٰی کرتے ہیں، یہ جمہوریت کا دعوٰی ہے۔ یہ ہم rule of law کی بات کرتے ہیں۔ بھئی go area ہے، no go area ہے۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ آپ اسلحہ بند کریں، اسلحہ کو ختم کرو، یہ اسلحہ کے انبار کیوں ہیں، آپ نے آزادی دے رکھی ہے یہ کیا آزادی ہے۔ ہمارے جیسے نہتے لوگ، غریب لوگ، چودہ کروڑ لوگ وہ کس کس کے ساتھ مقابلہ کریں، وہ مزدوری کا خیال کریں، روٹی کمائیں یا اپنی گارڈ پریڈ رکھیں، گارڈ پریڈ کون رکھ سکتا ہے، صرف بڑے لوگ رکھ سکتے ہیں۔ آپ کو تحفظ کون دے گا، اسٹیٹ دے گی۔ یہ اسٹیٹ کی بنیادی ذمہ داری ہے اور اسٹیٹ کی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ اسٹیٹ نے ہمیں ایسا سمجھ رکھا ہے جیسے ہم اس کے پیدائشی غلام ہیں، جاگیردار اپنی طرف سے ڈنڈے مارتے ہیں، شہری جو سیاستدان ہیں وہ ڈنڈے چلاتے ہیں، سب جگہ دہشت گردوں کا مافیا بنا ہوا ہے، قانون کی آڑ میں قانون نافذ کرنے والے ان اداروں کی مٹی پلید کرتے ہیں، بے انصافی کرتے ہیں۔

میں آخر میں جناب اپنی تجویز دوں گا باتیں تو بہت ہیں۔ میری بلوچستان نیشنل موومنٹ کے حوالے سے تجویز یہ ہے کہ ایک آل پارٹیز گول میز کانفرنس ہونی چاہیئے، جس میں اس ملک کے مسائل کی نشاندہی کی جائے۔ اس گول میز کانفرنس میں سب سے سرفہرست امن و امان کی صورتحال بشمول کراچی کے مسئلہ کے حوالے سے بات کی جائے۔ دوسرا مسئلہ معیشت جو بیٹھ رہی ہے اور جو ہم دسمبر تک قرضے نہیں دے سکیں گے۔ یہ ایک بڑا سوال ہے کہ اس معاشی مسئلے

کو کیسے ٹھیک کریں۔ میں کہتا ہوں یہ ایک پارٹی کے بس کی بات نہیں ہے، امن و امان بھی ایک پارٹی کے بس کی بات نہیں ہے۔ تیسری بات میں عرض کروں گا کہ معیشت کے حوالے سے بیروز گاری ، مہنگائی اور چھوٹے ملازمین کے درمیان جو اضطراب ہے اس کو آپ ٹھیک کریں۔ اس کے لئے آل پارٹیز گول میز کانفرنس میرے نزدیک ضروری ہے ۔ احتساب، احتساب غیر جانبدار ہونا چاہیئے۔ اس کا فیصلہ بھی آل پارٹیز کانفرنس کرے کہ کیسے ہونا چاہیئے، گورنمنٹ اور اپوزیشن کے رشتے کیسے ہونے چاہیئں۔ اس حوالے سے بیروز گاری اور مہنگائی وہ خود معیشت کا حصہ ہیں ۔وہ اس میں آ جائیں گے۔

میں یہ تجویز دوں گا کہ قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تمام پارٹیوں کی طرف سے لی جائے ۔وہ جا کر کراچی کا دورہ کرے اور اس کے بارے میں واضح رپورٹ حاصل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس پارٹی کانفرنس میں ایک بات جو میں ایجنڈے پر رکھنا چاہتا ہوں کہ تمام پارٹیاں اس بات کا اعلان کریں کہ وہ دہشت گردی سے دور رہیں گی۔یہ عجیب پارٹیاں ہیں ۔بغل میں چھری اور منہ میں رام رام، ایک طرف کہتی ہیں ہم سیاسی پارٹیاں ہیں، جماعتی ہیں دوسری طرف مسلح ونگ بنائے ہوئے ہیں، دہشت گرد ونگ بنائے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی پارٹی ہو اور اس کا بھی اعلان کرنا چاہیئے کہ آج کے بعد سیاست میں دہشت یا مسلح ونگ کا کسی کو اختیار نہیں ہوگا۔یہ ساری باتیں اس آل پارٹیز کانفرنس میں آنی چاہیئں ۔جو بات سب سے بڑھ کر اور اس کو ببانگ دہل کہوں گا کہ پولیس کے اندر اصلاحات ہونی چاہیئں! آپ پولیس کے اندر اصلاحات نہیں چاہتے، ایک تھانیدار ہوتا ہے اگر اس کے ایریا میں کوئی لاش پڑی ہوتی ہے تو کوئی پانچ ہزار سے کم میں وہ لاش نہیں لا سکتا، میں آپ کو مثال دوں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ آپ کو پیٹرول بھی نہیں ملے گا، راشن بھی آپ کا نہیں ہے، کسی طرح سے پکڑو، FIA کے حوالے سے پکڑو، دوسرے ذریعے سے پکڑو، وہ راشن FIR والے سے لے گا، لاش والا تو کوئی نہیں ہوتا نامعلوم لاش ہوتی ہے، گمنام لاش ، تو وہ کہتے ہیں کہ جی پھر ہم رشوت نہ لیں تو کہاں سے اس لاش کو دفنائیں گے۔ آپ ان کی مشکلات کو بھی دیکھیں۔ پولیس اصلاحات لازمی ہیں اور ریاستی ادارے ہیں چاہے انتظامیہ ہے، مقننہ ہے، عدلیہ ہے ان کی آزادی ہونی چاہیئے۔ پریس کی آزادی ہونی چاہیئے۔ ان کو بااختیار بنایا جائے۔ ان گزارشات کے ساتھ چیئرمین صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے دلچسپی سے میری باتیں سنیں۔ بہت مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مسٹر خدائے نور۔

جناب خدائے نور، شکریہ جناب چیئرمین! مجھے ڈاکٹر صاحب کے بعد تقریر کرنی بہت مشکل نظر آرہی ہے۔ مشکل ہے کہ میں کچھ کہہ سکوں۔ بہرحال ملک میں امن و امان اور خاص کر کراچی کے بارے میں، میں اگر کہوں یا نہ کہوں۔ اس پر ایک لطیفہ ہے کہ ایک چرواہا تھا۔اس نے ایک بکری کو ڈنڈا مارا اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جب ٹانگ ٹوٹ گئی تو بکری کو اس نے یہ کہا کہ مالک کو نہ بتانا کہ میں نے ڈنڈا مارا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو نہیں بتاؤں گی لیکن میری یہ ٹوٹی ہوئی ٹانگ خود بتا دے گی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کراچی کی حالت جو ہے وہ روز بروز گھمبیر ہوتی جا رہی ہے۔یہ سلسلہ آج کا نہیں ہے۔ ۱۰ دن کا نہیں، ایک مہینے کا نہیں، میرے خیال میں ۸، ۹ سال سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہم نے وہاں پر فوج کو بھی آزمایا۔ رینجرز آج بھی ہیں کل بھی تھے۔ پولیس بھی بڑی تعداد میں وہاں پر ہے لیکن امن و امان قائم نہیں ہو سکا۔نہ ہم سے، نہ موجودہ حکومت اور نہ اس سے پہلے۔ اصل وجہ کی طرف ہم توجہ نہیں دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ۱۹۹۸ء میں ایک وفد کے ساتھ منیلا گیا تھا۔ وہاں پر میں نے ایک چیز دیکھی جو مجھے بے حد پسند آئی۔بڑے چوراہوں پر بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے تھے جن پر بڑے بڑے حروف میں لکھا گیا تھا کہ respect the law. Law applies to all othorewise none at all بہت بڑی بات ہے۔ جہاں قانون کی بالادستی نہ ہو۔ سب مادر پدر آزاد ہوں، غریب پر قانون لاگو ہو اور بڑے کلاشنکوف والے بری الذمہ ہوں تو وہاں پر یہی حالت ہوگی جو کراچی میں ہے۔ میں خود ملیر سے آ رہا تھا۔ راستے میں ایک ناکے پر مجھے روکا گیا۔ میں حتی الوسع یہ کوشش کرتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی کسی بھی جگہ پر یہ نہیں کہا کہ میں سینیٹر ہوں۔ ایمان سے یہ کہتا ہوں کہ میں نے نہیں کہا۔ گاڑی روکی مجھے کہا گیا کہ آپ نیچے اتریں۔ میں نیچے اترا۔ انہوں نے تلاشی لی ہے۔ عین اسی وقت ایک دوسری گاڑی آئی۔ ان کو بھی انہوں نے اشارہ دیا۔ گاڑی رکی لیکن اس کے شیشوں سے کلاشنکوف کی نالیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ جب دیکھا کہ کلاشنکوف والے ہیں تو ان کو کہا کہ جائیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بھئی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ ایک چاقو بھی نہیں نکلا۔ آپ نے اس کو کچھ نہیں کہا۔ جناب چیئرمین! اس تلاشی لینے والے نے یہ

کہا کہ میری تنخواہ ۴ ہزار ہے یا ۲۵۰۰ ہے۔ میں بال بچے دار ہوں۔ غریب ہوں اور پنجاب سے آیا ہوں ۔یہاں نوکری کر رہا ہوں۔ میں اگر اس کو روکتا ہوں تو وہ مجھے اس کلاشنکوف سے بھون ڈالے گا۔ حالت یہ ہے کہ وہاں قانون ہی نہیں ہے۔ قانون اگر ہے تو ایک خاص طبقے کے لئے ہے اور ایک خاص طبقہ اس سے مبرا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قانون کی بالادستی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں یہ حالت ہے ۔ میں صرف اپنے آپ کو کراچی تک ہی محدود رکھوں گا ۔ یعنی بڑی عجیب بات ہے کہ وہاں ایک ایریا ہے no- go- area بھئی ایک شہر ' ایک قانون ' ایک آئین ' ایک حکومت لیکن وہاں پر اس ایریا میں آپ نہیں آسکتے ۔ قانون کے ہوتے ہوئے' آئین کے ہوتے ہوئے آپ نہیں جا سکتے ' اور ہم نے بھی ' حکومت نے ' انتظامیہ نے آنکھیں چرائی ہوئی ہیں کہ جانے دو۔ ایم کیو ایم والے چلا رہے ہیں ؛ کہہ رہے ہیں کئی سالوں سے ' میں ان کی حمایت نہیں کر رہا لیکن ہے ایک چیز۔ پرسوں کی بات ہے کورنگی میں مورچہ بند ہو کر دونوں طرف سے ' اس علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے کہ یہ علاقہ میرا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ علاقہ میرا ہے ' فائرنگ دن بھر ہوتی رہی اور قبضہ کرنے کے لئے جیسے دشمن ایک دوسرے پر کرتے ہیں لیکن نہ وہاں پولیس ' نہ وہاں رینجرز ' جب وہ خود تھک گئے یا ان کے پاس گولیاں ختم ہوگئیں اس کے بعد شاید پولیس آئی ہو۔ یہ کیا ہے۔ ہم نے خود آنکھیں بند کی ہوئی ہیں' کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہاں پر وہ مسئلہ حل نہ ہو ' وہاں امن و امان قائم نہ ہو۔

میں آپ کو جناب چیئرمین ! یہ جتانا چاہتا ہوں کراچی جیسا پرامن شہر ہے کہ ایک گھر میں آپ رہتے ہوں آپ کے ساتھ رہتے ہوئے دوسرے کو آپ کے بارے میں پتہ ہی نہیں کہ یہاں کون رہ رہا ہے۔ لاتعلق ہر ایک اپنے کاروبار میں لگا ہوا ہے۔ لیکن آج اگر آپ نکلیں گے آپ کے گھر والے اس وقت تک پریشان رہیں گے کہ یہ آئے گا خدا اس کو صحیح سالم لائے۔ اور میں آپ کو یہ بتا دوں بڑے بڑے سیٹھ سرمایہ دار اپنی بڑی گاڑی گھر سے باہر نہیں نکالتے ۔ گھر سے نکلتے ہیں تو چھوٹی گاڑی میں چلے جاتے ہیں ۔ بھئی کیوں ۔ کہتے ہیں کہ اگر بڑی گاڑی لے جاؤں گا تو راستہ میں مجھ سے چھین لی جائے گی ۔ تو اگر حکومت میں ہوتے ہوئے' سندھ کی حکومت میں یہ حالت ہو تو اس کے لئے ہم اب کیا کہہ سکتے ہیں ہماری تو صرف یہی تقریر ہوگی۔ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کی طرح جذباتی تقریر ہوگی ' تقریر کریں گے لیکن ہوگا کچھ نہیں' وہاں پر حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔

میں اس میں گزارش کروں گا ، میں اپنے رضوی صاحب سے متفق ہوں کہ میاں صاحب کو ہم آپ کے اتحادی ہیں ، ہم آپ کے خیر خواہ ہیں میں ایمانا یہ کہتا ہوں کہ جو ان کے وزراء ان کو مشورہ دیتے ہیں شاید ہم ان سے اچھا مشورہ دے سکیں ۔ ان سے اچھا مشورہ ہم آپ کو دیں گے ۔ لیکن ہم سے پوچھتا ہی کون ہے۔ مشورہ دینے والے وہی ہیں جو وہاں پر کابینہ میں بیٹھے ہیں انہوں نے مشورہ دے دیا ۔ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا وہ بھی میرے محترم ہیں میرے دوست ہیں لیکن میاں صاحب سے یہ کہوں گا کہ ایک اتحادی کے ناطے ، جیسا کہ انہوں نے کہا کہ کراچی آئے ، اعلیٰ سطح کا اجلاس طلب کیا لیکن اپنے اتحادیوں کو نہیں بلایا کہ آپ بھی مشورہ دیں ۔ اسی بنا پر میں آپ سے یہ کہوں گا کہ بلوچستان کا مسئلہ ہوا۔ بلوچستان میں حالات یہاں تک آئے کہ no confidence motion move ہوا۔ جمہوری طریقہ ہے ، ہوتا رہتا ہے یہ اس میں ہم بھی ملوث تھے ، مسلم لیگ بھی ملوث تھی ، بی این ایم کے خلاف تھی ، اختر کے خلاف تھی ، میاں صاحب آئے ، کوئٹہ آئے ، دو دن کے لئے ، اپنے مسلم لیگیوں کو دھونس وغیرہ کیا۔ خبردار واپس لو۔ ہم بھی آپ کے اتحادی تھے آپ ہمیں بھی قائل کرتے۔ آپ ہمیں بھی یہ کہتے کہ یہ موقع نہیں ہے اس وقت اس چیز کو چھوڑ دیں کیونکہ اس موشن میں ہم بھی ملوث تھے۔ تو ہمیں بھی قائل کرتے ہم بھی آپ کے اتحادی تھے لیکن میاں صاحب نے تکلیف گوارا نہیں کی۔ آئے رات گزاری دوسرے دن دالبندین گئے ، دالبندین سے سیدھا کراچی چلے گئے۔ تو پھر اس اتحاد کا یا اس تعاون کا میں کیا مطلب سمجھوں کہ میرے ساتھ آپ کا رویہ کیا ہے۔ یعنی کراچی میں امن و امان کے مسئلے پر یہ کہتا ہوں ۔ امن و امان کے مسئلے پر اپنے اتحادیوں کو بٹھائیں ان سے صلاح لیں ان سے مشورہ لیں۔ وہ مشورہ دے گا ہاں میں ہاں نہیں ملائے گا۔ خدائے نور ہاں میں ہاں کبھی نہیں ملائے گا ، جو بات صحیح ہوگی وہ آپ کے سامنے کہوں گا۔ بالکل کہوں گا برملا کہوں گا۔ اتحادی ہونے کے ناطے بھی میں کہوں گا کہ وہ آپ کا ایک صحیح دوست ہے آپ کا ایک صحیح خیرخواہ ہے جو آپ کو صحیح مشورہ دے۔ جو صحیح مشورہ دے وہ آپ کا صحیح خیرخواہ ہے۔ لیکن میاں صاحب ، میں شاید معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ معلوم نہیں کیوں ، وجہ کیا ہے آپ کے وزراء یا آپ کے مشیر آپ کو نہیں چھوڑتے کہ آپ چھوڑیں ان لوگوں کو۔ آج میں یہ ضرور کہوں گا میں اتحادی ہوں لیکن جناب چیئرمین ! فی سبیل اللہ ہوں۔ فی سبیل اللہ ہوں اور کوئی میری اپنی رائے نہیں کہ میں کیوں ہوں ۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اے این پی آپ کا اتحادی تھا ،

حکومت میں شریک تھا۔ بی این پی آپ کا اتحادی ہے حکومت میں شریک ہے۔ ایم کیو ایم آپ کا اتحادی ہے حکومت میں شریک لیکن ایک جو فی سبیل اللہ ہے وہ شریک نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ، میں آپ کی ہاں میں ہاں صحیح بات پر حقیقت پر ملاتا ہوں ۔ آپ ایک صحیح قدم اٹھائیں گے جی ڈبلیو پی آپ کا ساتھ دے گی اور اگر آپ عوام کے خلاف ، جیسا کہ ایمرجنسی لگائی گئی ہے ۔ جوائنٹ سیشن میں ہوا میں نے مخالفت کی، شدید مخالفت کی۔ وہی بات میری اس تقریر کے حوالے سے جو میں نے وہاں پر کی تھی سپریم کورٹ کی کل جو باتیں اخبارات میں آئیں وہی میری باتیں تھیں کہ آپ چند لوگوں کی خاطر چودہ کروڑ کو یرغمال نہ بنائیں، چند لوگوں کی خاطر۔ آپ ان چند کو پکڑنا چاہتے ہیں ، چند سے پیسے نکالنا چاہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لیکن ------

Mr. Presiding Officer : Please conclude now.

جناب خدائے نور : جناب والا ! میرے پاس وقت ہے ، میں پارٹی کا لیڈر ہوں ابھی مجھے آدھا گھنٹہ کہنا ہے میں دس منٹ کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں ۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں پارٹی لیڈر ہوں اور مجھے پورا حق ہے کہ میں اپنا پورا وقت لوں۔ آپ اگر ویسے حکم دیتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : فرمائیے ۔ فرمائیے۔

جناب خدائے نور : جناب والا ! امن و امان کے مسئلے پر کراچی سے ہٹ کر کے آپ پنجاب کی طرف آئیں چوہدری شجاعت صاحب جو وزیر داخلہ ہیں، مجھے ان کا ایک اخباری بیان ، اخباری نمائندوں سے بات یاد آئی جب ان کا ایک رشتہ دار ایس پی مارا گیا تو اخبار والوں نے چوہدری صاحب سے پوچھا کہ چوہدری صاحب یہ کیا ہوا یہ کون تھے۔ کیسے لوگ تھے۔ تو چوہدری صاحب نے بڑی معصومیت کے انداز میں یہ کہا کہ میں اگر فریاد کروں تو کس سے کروں۔ میں خود وزیر داخلہ ہوں۔ میں خود وزیر داخلہ ہوں فریاد کروں تو کس سے کروں۔ یہ حالت ہے ۔ ملک میں آئے دن سنتے ہیں ، بس میں دھماکہ ہوا، ٹرین میں دھماکہ ہوا ، مارکیٹ میں ہوا خدا نہ کرے ابھی تک جہاز میں نہیں ہوا ہے ۔ اللہ ان کو توفیق نہ دے کہ وہ جہازوں میں کریں۔ میں صرف اس بنا پر کہہ رہا ہوں کہ یہ کب تک ہے ، کب تک ہوگا اور کب تک ہم اس کو برداشت کرتے رہیں

گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت یہ ان کا قول ہے کہ اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر جائے تو میں اللہ کو جوابدہ ہوں۔ آج یہاں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مر رہے ہیں پتا نہیں کون کس کو جوابدہ ہے ۔ آج تک کسی نے یہ ذمہ داری قبول نہیں کی کہ ہاں یہ سندھ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے، ہاں یہ وفاق کی ذمہ داری ہے ، کسی نے نہیں کی۔ صرف افسوس کر دیتے ہیں شاید ایک دو آنسو بھی نکل پڑیں لیکن اس کے علاوہ ہم نے اور کچھ بھی نہیں کیا ۔ جناب چیئرمین ! یہ حکومت جوابدہ ہے، حکومت کو ہونا چاہئیے۔ یہ کہہ دینا کہ ہم کو یہ تمام ورثے میں ملی ہے، یہ کہہ دینا یہ "را" کے ایجنٹ ہیں ، یہ کہہ دینا یہ KGB والے ہیں اس سے حکومت بری الذمہ نہیں ہوسکتی۔ اگر "را" کے ایجنٹ ہیں تو نو سال ہو گئے ہیں آپ ایک "را" کا ایجنٹ ہمیں بتائیں۔ ہم خود ایجنٹ بن چکے ہیں۔ کیوں بن چکے ہیں؟ وہی ڈاکٹر صاحب کی بات ہے بیروزگاری ہے، غربت ہے ، مہنگائی ہے۔ اب اور تو کوئی طریقہ نہیں مگر ایک آسان طریقہ ہے کہ اغواء کرو پچیس لاکھ روپے لے لو، موٹر اٹھاؤ دس لاکھ روپے لے لو۔ کرائے کے قاتل پھر رہے ہیں ، آپ کے پاس بھی آئیں گے اگر آپ کی کسی سے دشمنی ہے۔ یہ حالت ہے۔ جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہوں گا کہ جب تک قانون کی بالادستی نہیں ہوگی یہ مسئلہ چلتا رہے گا، گھمبیر سے گھمبیر ہوتا جائے گا ۔ اور دوسری بات میں بڑی معذرت کے ساتھ اپنے ایم این اے صاحبان، ایم پی اے صاحبان یا اپنے سینیٹر صاحبان سے کہوں گا کہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ میں سینیٹر ہوں تو میں کہوں گا کہ میرے حلقے میں فلاں ڈی سی لے آؤ، میرے حلقے میں فلاں ایس پی لے آؤ، ایم پی اے صاحب بھی یہی کہے گا، ایم این اے صاحب بھی یہی کہے گا۔ جناب چیئرمین! جب تک غیر جانبدار انتظامیہ نہیں ہو گی اس وقت تک بد سے بدتر حالات آئیں گے۔ خدا نہ کرے، خدا نہ کرے کہ اس سے ملک کو مزید نقصان پہنچے۔ بات دل میں آ جاتی ہے گوربا چوف کی کہ جب وہ آیا، صدر بنا تو اس نے جو کرامات دکھائیں ، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے کہ وہ کرامات یہاں بھی ہوں، حالات مجھے وہی دکھائی دے رہے ہیں، حالات وہی دکھائی دے رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہوش کریں اور صحیح اور غلط کو پہچان لیں، دوست کو پہچان لیں دوست سے مشورہ کریں۔ میری جاتے جاتے آپ سے یہی گزارش ہے کہ ایک غیر جانبدار انتظامیہ جب تک نہیں ہو گی حالات یہی ہوں گے ۔ اگر وہ میرا بلایا ہوا ایک ایس پی ہے یا میرا بلایا ہوا ایک ڈی سی ہے تو وہ میرے کہنے پہ چلے گا۔ میں ان کو کہوں گا کہ رات ہے تو وہ کہے گا کہ جی کل سے رات ہے دن

تو کبھی آیا ہی نہیں ۔ تو انتظامیہ غیر جانبدار لوگوں پر مشتمل ہو تو امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور ذرا tight بھی ہو ۔ میں پھر معذرت سے ایم کیو ایم سے کہوں گا کہ اگر ایم کیو ایم ہے تو اس کو بھی کیفر کردار تک پہنچاؤ اگر کوئی اور ہے تو اس کو بھی کیفر کردار تک پہنچاؤ ۔ یہ نہ دیکھیں کہ یہ میرا اتحادی ہے ، اگر میں ان کو یہ کہوں گا تو یہ ناراض ہو گا ، میری حکومت ختم ہو جائے گی۔ حکومت آنی جانی چیز ہے، آتی رہتی ہے ، اس سے پہلے نہیں تھی، پیپلز پارٹی کی حکومت تھی ، اس سے پہلے اور تھے ، یہ آنی جانی چیز ہے ۔ آپ انصاف سے، انصاف کے ترازو سے سب کو تولیں اور صحیح قدم اٹھائیں۔ آپ نہ گھبرائیں، کیوں آپ گھبراتے ہیں ، حکومت چلی گئی تو کوئی آسمان نہیں گرے گا، نہیں گرے گا ۔ اگر آپ صحیح راستے پر ہیں تو آپ کی حکومت بھی ختم نہیں ہو سکتی ہے۔ میں آخر میں یہ کہوں گا اپنے وزراء صاحبان سے بھی، آپ کے توسط سے میاں صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ میاں صاحب خدا کے لئے اپنے اتحادیوں کو بٹھائیں اور ان سے کھلے دل سے صلاح مشورہ کریں ۔ تو شاید اس میں کچھ کمی آئے بہت بہت مہربانی جناب آپ کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی جناب زاہد خان صاحب ۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس معزز ایوان سے ہے۔ کیونکہ آپ اس وقت اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ ہمارے ایک معزز رکن کو امریکن قونسلیٹ نے ویزہ لگوانے کے لئے انٹرویو کے لئے بلایا تھا ۔ ہمارے وزیراعظم صاحب کہہ رہے ہیں کہ جب سے ہم نے دھماکے کئے ہیں ہمارا وقار بڑھ گیا ہے ۔میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں اور فارن آفس سے بھی کہ کیا ہمارے وقار کا یہی حال ہے کہ ہمارے ایک محترم سینیٹر کو ویزے کے لئے امریکن قونسلیٹ بلا لیتا ہے اور اس کو انٹرویو کے لئے گھنٹوں پھر بٹھا دیتے ہیں ۔ جناب والا! کیا ہم کہیں گے کہ کیا ہمارا وقار بلند ہوا ہے ۔ ہم اس کے ایک سیکریٹری کو یہاں نہیں بلاسکتے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ زاہد خان صاحب میں مودبانہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ ایک debate جاری ہے ایک موضوع پر debate جاری ہے ۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب یہ ہاؤس ہو گا تو debate ہو گی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں آپ سے عرض کروں کہ آپ یہ پوائنٹ پہلے اٹھاتے ۔ آپ یہ پوائنٹ شروع میں اٹھاتے ۔یہ بات تو نہیں کہ بحث جاری ہو اور جس وقت آپ کے دماغ میں آئے، جس وقت آپ کے جی میں آئے اسی وقت آپ پوائنٹ اٹھا دیں ۔ ایک بحث جاری ہے اس کو مکمل ہونے دیں کسی سٹیج پر ایک پوائنٹ کو اٹھائیں ۔بڑا اہم پوائنٹ ہے آپ کا، کل صبح پر اس کو defer فرمائیے ۔ آج صبح آپ پیش کر لیتے ایک بحث جاری ہے اس کو مکمل ہونے دیں۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب مجھے اسی وقت پتہ چلا ہے اسلئے میں اس کو پیش کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس وقت آپ کو کسی معاملے کا پتہ چلے اسی وقت آپ floor of the House پر وہ معاملہ اٹھا دیں۔ سید قائم علی شاہ۔

سید قائم علی شاہ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ امن و امان کے سلسلے میں بارہا ہم بحث کر چکے ہیں، یہاں سینٹ میں، قومی اسمبلی میں اور سندھ کی صوبائی اسمبلی میں بحث ہوتی رہی ہے ۔لیکن اس کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ جہاں ہم بات کرتے ہیں وہاں ایک بہت بڑا حادثہ ہو جاتا ہے ۔ آج میں ابتداء اسی سے کر لوں ۔ویسے تو میں عرض کروں گا کہ آپ مجھے کچھ وقت دیں گے لیکن یہ آج "خبریں" اخبار میں ایک خبر ہے۔ اس میں بڑی خبریں ہوتی ہیں اس میں ہے کہ کراچی میں آٹھ ہلاک ۔ لیاقت جتوئی اچانک دوبئی چلے گئے ۔ استعفیٰ کی افواہیں ۔ مرکز کی تردید۔ اور یہ لکھا ہے کہ رات کو ساڑھے دس بجے ائرلائن کی پرواز سے دوبئی روانہ ہوگئے ۔ وزیراعظم کی مداخلت سے روانگی دوبارہ موخر ہوئی بعد اذاں گورنر اور وزیر داخلہ کو بعض یقین دہانیوں کے بعد اس کو اجازت ملی۔

اب جناب وہاں سندھ میں تو تذبذب کی حالت ہے ۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے ۔عام آدمی سوچتا یہ ہے کہ حکومت ہے بھی کہ نہیں اور حکومت ہے تو کس کی ہے ۔ آیا لیاقت جتوئی کی ہے ،آیا وزیراعظم صاحب کی ہے ،آیا ایم کیو ایم کی ہے، آیا وہاں ان کے دوسرے بھی اتحادی ہیں پیرپگاڑو گروپ اور ارباب گروپ کیا ان کی حکومت ہے ۔ یہ conglomeration ہے گروپس کا جو حکومت بنائے ہوئے ہے ۔ اب جناب جمہوریت اور آئین کے ہوتے ہوئے اگر آپ

اکثریتی پارٹی کو حکومت نہیں دیں گے مصنوعی حکومت بنائیں گے اس طرح سے کہ مسلم لیگ کے وہاں 14 یا 15 ووٹ ہیں وہ حکومت میں ہے اور لیاقت صاحب 24 گھنٹے اس فکر میں ہوتے ہیں کہ کس کو راضی کروں ، کس کو راضی نہ کروں ۔ کبھی ایم کیو ایم ناراض ہو جاتی ہے ، کبھی پیر صاحب کا گروپ ناراض ہو جاتا ہے کبھی کوئی اور گروپ ناراض ہو جاتا ہے اس میں لگے ہوئے ہیں مجھے نہیں پتہ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن حکومت کی حالت زار یہ ہے اور ہمیں دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ ان حالات میں آپ دیکھیں کہ اتنے بڑے حادثے ہوئے ہیں اور جس کے لئے دو روز پہلے وزیر داخلہ نے دھمکی دی ہے کہ ہم نے حکومت کو ایک چانس دے دیا ہے کہ اگر اڑتالیس گھنٹے یا تین دن یا ایک ہفتے میں حالات ٹھیک نہیں ہوئے تو پھر انتہا کا قدم اٹھائیں گے اب اپنی حکومت کے خلاف دھمکیاں دے رہے ہیں پھر یہ حکومت کیسے چلتی ہے جناب ، کس طرح سے حکومت چلے گی اگر دھمکیاں ہوں ۔ اس چیف منسٹر کو پتہ نہیں کل جاتا ہوں یا صبح جاتا ہوں ، شام جاتا ہوں ، گھنٹے میں جاتا ہوں وہ کیا کام کرے گا جناب ۔ ایک طرف ان کے جو حواری اور ساتھی ہیں ان کی دھمکیاں ہیں دوسری طرف مرکز کی دھمکیاں ، تیسری طرف ایک عام اور بڑی دھمکی آئینی ہے جو ایک مہینہ پہلے ان کو دی گئی ہے کہ یہاں ہنگامی حالات برپا یا نافذ کئے جائیں گے اور جو آئین کے مطابق ہنگامی حالات کی تشریح ہے اس میں دو اہم چیزیں ہیں یا external aggression یا internal disturbance اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چاروں صوبوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ جناب یہ پورے ملک میں disturbance ہے اور اس لئے بس اب آپ کچھ نہیں کر سکتے سارا اختیار ہم لے لیتے ہیں ۔ اختیارات آپ نے لیتے ہیں اب ہم کس کو قصوروار ٹھہرائیں ۔

جب قومی اسمبلی اور سینٹ نے مل کر ہماری آہوں، پکاروں اور فریادوں کو جو بڑے زور سے کی گئی تھیں، نہیں سنا۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں راجہ صاحب آپ سنجیدہ آدمی ہیں کہ ہنگامی حالات کے نافذ کرنے کا فیصلہ کرکے آپ نے بہت ہی سنگین قدم اٹھایا ہے اس سے زیادہ extreme قدم آپ اٹھا نہیں سکتے اور اب بھی اگر آپ امن و امان ٹھیک نہیں کر سکتے جبکہ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے یہ اب صرف کسی صوبے کی ذمہ داری نہیں یہ آپ نے اپنے اوپر لی ہے کہ جب صوبے فیل ہو جائیں صوبوں میں اتنی disturbance ہو کہ ان میں وہ سکت اور طاقت نہیں یا ان میں administrative capability نہیں کہ administration چلا سکیں آپ

نے سارے اختیارات آئین اور قانون کے مطابق لے لئے ہیں ۔ اور ایک مہینے کے جو ہمارے پاس اعدادوشمار ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ابھی ایک مہینے میں یہ حال ہے تو آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا ایک مہینے میں صرف اور صرف کراچی میں ، دوسرے اعدادوشمار تو آپ رکھتے ہوں گے افسوس کی بات ہے کہ وزیر داخلہ صاحب نہیں ہیں ، اتنی اہم بات ہو رہی ہے جناب ایک مہینے میں کراچی میں کم از کم دد سو killings ہو چکی ہیں ۔ جناب پاکستانیوں کا خون اتنا سستا نہیں پاکستانیوں کے خون کے ایک ایک قطرے کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ بے بہا قیمتی ہے ، وہ عظیم ہے اور اس کے لئے آپ کو پرواہ ہی نہیں ہے روز جاتے ہیں وہاں meetings کرتے ہیں پھر وہاں دھمکیاں دے کر آ جاتے ہیں جب اور بس وہاں نہیں چلتا تو دھمکی دے کر آ جاتے ہیں کہ دیکھیں دو دنوں میں ہم کیا کرتے ہیں سندھ حکومت حالات کو ٹھیک کرے اور سندھ حکومت کیا کرتی ہے آئی جی اور ڈی آئی جی اور چیف سیکریٹری کو دھمکی دیتی ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں ٹھیک کرو نہیں تو ہم یہ کر دیں گے ، وہ کر دیں گے ۔ کیا کریں گے جناب ۔ وہی چیف سیکریٹری بھی وہیں بیٹھے ہیں ۔ آئی جی بھی وہی ، ڈی آئی جی بھی بیٹھے ہیں ۔ وہاں ہوتا کچھ نہیں اور کل پرسوں یہ آیا ہے جناب ! اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اہم کارندے کی طرف سے آیا ہے کہ جناب چیف منسٹر کیا کرے ، وہ چند دن کے لئے دبئی گیا ہے یا انگلینڈ اپنے کام سے گیا ہے ۔ ان کے والد بیمار تھے ، ان کے لئے گیا ہے ۔ پیچھے سے ان کا ڈی آئی جی بدل دیا ، آیا تو کہا جاتا ہے کہ مجھے تو پتہ نہیں کہ یہ ڈی آئی جی کیسے بدل دیا گیا ہے ۔ ڈی آئی جی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کراچی کا۔ زیادہ تر ذمہ داریاں کراچی کی اسی پر ہوتی ہیں ۔ وہی ٹرانسفر ، پوسٹنگز ایس ایچ اوز کی کرتا ہے اور امن و امان کی ذمہ داری بھی basically اسی پر ہوا کرتی ہے ، وہ ٹرانسفر ہو گیا ہے ۔ اس کو پتہ نہیں ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تو پتہ نہیں ہے جی کس طرح سے ہوتا ہے ۔ اگر ایڈمنسٹریشن ایسی لولی لنگڑی ہو تو پھر یہ کام کیسے چلے گا۔

اب جناب تھوڑی سی سمع خراشی ہو گی لیکن میں آپ کا ٹائم ضرور لوں گا اس لئے کہ ایک ممبر صاحب ہیں وہاں کراچی سے ، کل انہوں نے ساری ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر ڈالی ہے ۔ میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں لمبی داستان تو نہیں تھوڑا سا مخصوص انداز میں میں گزارش کروں گا کہ یہ امن و امان کی پوزیشن جو خراب ہوئی ہے سندھ میں اور خاص طور پر کراچی میں ، تو ہم اس وقت بھی پریشان حال تھے جیسے اب پریشان ہیں ، حکومت اس وقت بھی

ہمارے پیچھے لگی ہوئی تھی ، کئی جیلوں میں تھے، کئی تختہ دار تک پہنچ چکے تھے ۔ یہ وہ زمانہ ہے 86 سے بھی پہلے 83, 84, 85 میں آپ کو عرض کرتا ہوں جناب کہ اس وقت بھی ایسی حالت تھی ۔ یہ کہتے ہیں کہ جناب جب پیپلز پارٹی حکومت میں آئی تو kidnappings شروع ہوئیں ۔ اتنی kidnappings تھیں 83, 84, 85 میں کہ انہوں نے اندرون سندھ کے لئے ایک آئی جی الگ رکھا اور وہ آئی جی اس بات کے لئے مخصوص تھا ۔ میں نام بھی بتاتا ہوں وہ سپرا صاحب تھے ۔ ان سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہ جناب کیا کروں میں ۔ مجھے تو یہاں ایسے بھیجا گیا جیسے کسی جنگل میں آدمی کو بھیج دیں اور جنگل کے جانوروں کا پتہ ہی نہ چلے تو میں یہاں کیا کروں گا ۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون dacoit ہے ، کون اچھا ہے ، کون برا ہے ۔ میں تو اندھا دھند گرفتاریاں کروں گا مجھے ایسے ہی بھیج دیا ہے ۔ یہ میں آپ کو 83, 84 کی بات بتارہا ہوں تو اس وقت بھی جب مارشل لاء تھا ، اس وقت بھی سندھ کی حالت خراب تھی لیکن پوری توجہ اس وقت بھی نہیں دی گئی ،اس کے بعد بھی نہیں دی گئی ۔ جب پیپلز پارٹی نے صحیح طریقے سے توجہ دی اور امن و امان بحال کیا تو ان کو الگ کر دیا اور پھر جب آپکی حکومت آئی جناب ! آپ کی حکومت 91 میں بھی تھی ، 91 کا زمانہ یاد کرلیں ، سارے دوست ہمارے موجود ہیں ، اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے کہا اتنی kidnappings تھیں ، اتنی killings تھیں ، اتنی car liftings تھیں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے وہ کون سا سیکشن ہے آئین کا 147 ہے شاید ، اس میں انہوں نے کہا جی میرے بس کی بات نہیں ہے ۔ میں ایڈمنسٹریشن تو چلا سکتا ہوں ،ادھر ادھر کی اور باتیں کر سکتا ہوں ، امن و امان میرے بس کی بات نہیں ، فیڈرل گورنمنٹ کو لکھ دیا ۔ یہی گورنمنٹ تھی ، فیڈرل گورنمنٹ نے کہا ہمارے بس کی بات نہیں ہے ، ہم نہیں سنبھال سکتے ، انہوں نے کہا ، آرمی آ جائے ۔ جناب 91 میں آرمی آئی ادھر اور انہوں نے آ کر سنبھالا تو روز روز تجربے نہیں ہوتے ۔ آزمائے ہوئے کو کون آزمائے گا اور آزمائے ہوئے ہیں ، دیکھے بھالے ہوئے ہیں ،جو آدمی آزمایا ہوا ہو اس سے کیا بنے گا ۔ توجناب آپ نے تو اس وقت بھی امن و امان ٹھیک نہیں کیا اور آپ مجبور ہو گئے کہ آپ آرمی کو لائیں اور آرمی نے آ کر پھر امن و امان کو سنبھالا ۔ اس کو آپ نے اختیارات بھی دیئےاور انہوں نے آ کر 91 میں سنبھالا ۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ نہیں سنبھال سکے تھے ۔ میں کہتا ہوں جام صادق علی کے زمانے میں جناب یہ مجبور ہوئے کہ آرمی کو دے دیں ۔ آدمی صرف اغوا نہیں ہوئے ،بسوں کی بسیں اغوا ہوئیں اگر ساٹھ آدمی اوپر

نیچے بس میں------

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

سید قائم علی شاہ۔ یہ گواہی ہے میری ۔ مجھے جی آپ ٹائم دیں گے نماز کے بعد ۔

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for twenty minutes for Maghrib Prayers.

(The House then adjourned for twenty minutes for Maghrib Prayers)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد دوبارہ اجلاس شروع ہوا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ سید قائم علی شاہ صاحب ۔

سید قائم علی شاہ ۔ جناب میں امن و امان کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک اندرون سندھ اور کراچی کا تعلق ہے یہ بہت ہی دیرینہ اور پرانا مسئلہ ہے اور اب تو وہ جیسے ناسور کہا جائے ناسور بن چکا ہے اور میں تھوڑی سی وضاحت کر رہا تھا کہ جو ہمارے کراچی کے ایک ممبر صاحب جو آج موجود نہیں ہیں خواجہ صاحب انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ذمہ دار بنایا ' میں پوری ہسٹری میں تو نہیں جاتا جیسے میں نے کہا کہ آپ کی سما خراشی نہیں کروں گا لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ یہ مسئلہ زیادہ agravate ہوا ابھی ہمارے رضوی صاحب بھی آگئے ہیں یہ 1986 میں ہوا اگر میں صحیح ہوں یہ بشرا زیدی کا کیس ہوا سنٹرل ڈسٹرکٹ میں اور اس کے بعد پہلے communal riots ہوئے غلط فہمیاں بڑھیں اور یہ زبان کی بنیاد پر یہ 86 میں communal riots ہوئے اور اتنے بڑھے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک sedition کیس کیا ان کے لیڈر پر پھر پریشر اتنا ہوا اور ایڈمنسٹریشن اتنی کمزور ہوئی کہ جیل توڑ کر دیواریں توڑ کر ان کو نکالا گیا ۔جی جناب کچھ بھی ہو میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ نے غلط کیا یا صحیح کیا لیکن میں ایک ہسٹری بتا رہا ہوں ،تو یہ 86 کی بات تھی اب ان کو بھی چھوڑیں جناب 88 میں جب ہم الیکشن میں آئے تو اس وقت جناب چیئرمین صاحب کراچی میں آرمی کی دو سو چوکیاں تھیں یہ میں عرض کر دوں پوری کراچی میں اور حیدر آباد میں ستر چوکیاں تھیں الیکشن ہوئے ہیں' تقریباً

میں سمجھتا ہوں کہ ستمبر میں قتل عام ہوا حیدر آباد میں اور اس کے نتیجے میں پھر کراچی میں مسلسل ہوا اس سے پہلے سہراب گوٹھ میں ہوا ۔ شیخ صاحب نے مجھے یاد دلایا ہے سہراب گوٹھ میں قتل عام ہوا اس کے نتیجے میں پھر علی گڑھ کالونی بنارس کالونی میں ہمارا اپنا مشاہدہ ہے ہماری چیئرپرسن صاحبہ اور ہم خود گئے ہیں کھانے پینے کی چیزیں نہیں تھیں وہاں مارشل لا کا سماں تھا۔ تو جناب ہم کہاں تھے اور یہ کونسی حکومت تھی کس کی حکومت تھی اس وقت کون لوگ تھے حکومت میں کون پرائم منسٹر تھا کون چیف منسٹر تھا وہ تو نہیں کنٹرول کر سکے اور جیسے میں نے عرض کیا یہ مسلسل چلتا رہا یہ گروپ آپس میں لڑتے رہے اور صف بندی ہوتی رہی اگر ایک کے پا نچ آدمی تو دوسرے نے کہا کہ نہیں میرے پاس اتنے ہتھیار ہونے چاہئیں کہ کم از کم جب تک دس نہیں ماروں یہ تو ٹرائبل سسٹم کے طریقے کا ہو گیا تھا جو پرانے زمانے میں قبیلے لڑتے تھے اسی طرح سے صف بندی کر کے اگر دس آدمی اس طرف سے مرے تو انہوں نے کہا کہ جب تک بیس نہیں ماریں ہمیں آرام نہیں آئے گا اور معصوم لوگ مرتے رہے معصوم آدمی مرتے رہے ۔

Mr. Presiding Officer: Please conclude now.

Syed QaimAli Shah: No sir I will take your time. I think that I will be the last man from my party .

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں No, no there is one man more Mr. Abassi.

سید قائم علی شاہ ۔ جناب at least give me ten minutes time

Mr . Presiding Officer:No , no that is not possible you had already taken ten minutes before the interval .

سید قائم علی شاہ ۔ اچھی باتیں بھی بری لگتی ہیں ۔

Mr.Psresiding Officer: No, no that is not the point .

Others also want to speak. Please conclude now .

سید قائم علی شاہ ۔ میں عرض کرتا ہوں جناب کہ یہ حالت تھی کراچی کی اور جب ہم آئے ہیں تو یقیناً بے شک اعداد و شمار اٹھا کر دیکھیں چاہے 88 سے 90 تک چاہے 93 سے 97 تک امن و امان بحال ہوا ہے کیسی ہی باتیں کریں کہ جی ایکسٹرا جوڈیشل killings وغیرہ، ہم تو آپ کو کئی مثالیں دے سکتے ہیں ایکسٹرا جوڈیشل ،اب کیا ہو رہا ہے آپ نے خود کہا جناب ۔

Mr. Presiding Officer: No cross talk please. Shah sahib address the chair-

سید قائم علی شاہ۔ آپ نے خود کہا کہ اس حکومت نے 173 آدمی مارے ۔ آپ

Mr. Presiding Officer: No corss talk please. Order please.

سید قائم علی شاہ۔جناب والا! اب میں عرض کروں کہ ہمارے ہاں یہ مثل مشہور ہے کہ جہاں آگ جلتی ہے وہیں اثر انداز ہوتی ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ لوگ ہماری بات مانیں گے نہیں کیونکہ میں ان کو عرض کروں گا کہ عقل مند دشمن بہتر ہے بےوقوف دوست سے ۔ جناب ! بہرحال یہ کراچی کا مسئلہ صرف administrative مسئلہ نہیں ہے ۔ میں آپ کے حکم سے conclude کرتا ہوں ۔

Mr. Presiding Officer: Order please . No interruption please. Please address the chair.

سید قائم علی شاہ۔جناب چیئرمین صاحب !میں آپ کو address کر رہا ہوں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کراچی کا مسئلہ صرف ایڈمنسٹریٹو نہیں ہے ۔ یہ ایڈمنسٹریٹو بھی ہے ' اقتصادی بھی ہے ' سیاسی بھی اور سماجی بھی ہے اور جب تک چاروں طرف سے ان پر attack نہیں کیا جائے گا یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اور میں آپ کو آج صاف بتا دوں کہ اس حکومت سے تو نہیں ہو گا ۔ چاہے ایمرجنسی لگائے ' چاہے اور کچھ کرے کیونکہ ان کی ہر وقت توجہ تو صرف پیپلز پارٹی اور اس کی لیڈر شپ کی طرف ہے ۔ یہ جو بھی قوانین بناتے ہیں ' یہ دیکھتے ہیں کہ کیسے یا کس طرح سے ان کی لیڈر شپ کو ختم کریں لیکن پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ ختم نہیں ہوتی بلکہ انشاء

اللہ اور زیادہ مضبوط اور طاقت ور ہو گی ۔ لوگ اس لیڈر شپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گے لیکن جہاں تک کراچی کا مسئلہ ہے ۔ کراچی کا مسئلہ ہو، ملک کا ہو یا صوبے کا ہو، آپ دیکھیں گے کہ ان سے یہ معاملہ حل نہیں ہو گا اور بہتر یہی ہے، عزت کی بات یہی ہے کہ عزت سے چھوڑ جائیں تاکہ کوئی اور بہتر صلاحیت والا آدمی آ کر حکومت سنبھال سکے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔ جناب والا! بات کرنے کو تو بہت چیزیں ہیں ۔ میں کوشش کروں گا کہ جتنا کم وقت لے سکوں ۔ اگر کچھ وقت کے لئے تجاوز کر جاؤں تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں ۔ ایجنڈا یہ ہے کہ The House may discuss the law and order situation prevailing in the country with particular reference to Karachi. میں سمجھتا ہوں کہ جو فاضل سینیٹر صاحبان نے کل اور پرسوں جو بات کی ہے، کراچی کو بھی touch کرتے رہے ہیں ۔ تھوڑا سا discuss بھی کیا ہے مگر اتفاق سے کوئی concrete proposal کسی کے پاس سے نہیں آ سکا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ اس کی remedy کیا ہونی چاہیئے ۔ کس طریقے سے چلنا چاہیئے ۔ اگر کچھ دائیں بازو سے دوست اٹھے ہیں تو انہوں نے حکومت کو condemn کیا ہے، اگر treasury benches سے اٹھے ہیں تو انہوں نے ان کو condemn کیا ہے ۔ بہرحال یہ نورا کشتی پچھلے دس سال سے چل رہی ہے ۔ 1988 سے لے کر آج 1998 تک ۔ جناب چیئرمین صاحب! اگر ہم اس کا بغور جائزہ لیں کہ جو آج کا پاکستان ہے، جس پاکستان کی بات کر رہے ہیں اور جو اصل پاکستان تھا اس میں بڑا فرق پڑ چکا ہے، بنگلہ دیش آزاد ہو چکا، ایسٹ پاکستان ختم ہو چکا جو ویسٹ پاکستان تھا اور آج پاکستان ہے، یہاں کے حاکم 1970,71 سے لے کر جب سے بنگلہ دیش بنا، وہ تو آج تک اس فیصلے پر نہیں پہنچ سکے کہ پاکستان توڑنے کے ذمہ دار کون تھے اور کس کو سزا ملنی چاہیئے تھی۔ جہاں ملک ٹوٹتا ہے، جہاں ایک بازو کٹ جاتا ہے، بیسویں صدی میں اتنا بڑا سانحہ ہوتا ہے، اس پر تو کسی کو نہ غیض آیا نہ غضب آیا، نہ غصہ آیا نہ کسی نے کوئی ٹھنڈی آہ بھری، وہ تو بات چلتی رہی اور جہاں تک law and order کا problem ہے اس پر سارے طیش میں آ جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں تو حیران ہوں کہ کس کس کو blame کیا جائے، کہاں سے start لیا جائے، میں نے ایسٹ پاکستان بنگلہ دیش کا ذکر اس

لئے کیا کہ جو ملک اس سانحہ کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرسکا تو آج یہاں کھڑے ہو کر debate کرنا ، discuss کرنا، ایک دوسرے کو condemn کرنا، ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا، ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانا ؛ میں سمجھتا ہوں اس پارلیمنٹ کو کسی حد تک زیب نہیں دیتا اس کا علاج تو جناب چیئرمین یہی ہے ۔ کراچی اس ملک کا دارالخلافہ رہ چکا ہے آج بھی دنیا کے کئی ایسے ممالک ہوں گے اگر وہاں آپ چلے جائیں اور ان سے بات کریں کہ yes, I am from Pakistan آپ یقین مانیئے میرے ساتھ ہوا ہے ، انہوں نے کہا کہ Pakistan, is it a part of India? ہم نے کہا نہیں۔ پاکستان کا ان کو پتا نہیں مگر انہیں کراچی کا ضرور پتا ہے۔ yes Karachi, yes Karachi we know, but what Karachi is تو جناب والا ! آج بھی، اس وقت بھی کراچی کی اتنی بڑی پہچان ہے، مگر بدقسمتی سے دارالخلافہ وہاں سے shift کیا گیا جو کہ اس وقت کے لوگوں کو suit کرتا تھا اور کراچی کو چھوڑ کر کے چھوڑ دیا کہ کراچی صرف سندھ کا دارالخلافہ رہے گا۔ جناب چیئرمین ! سندھ کا بڑا ہی role رہا ہے۔ جب پاکستان بنا میں سمجھتا ہوں کہ جتنی فراخدلی سندھ نے اور جتنی فراخدلی sons of the soil of Sindh نے کی اور سب کو گلے لگایا میں سمجھتا ہوں کہ بیسویں صدی میں ایک مثال ہے، شاید اتنی بڑی قربانی کسی نے نہ دی ہو اور آج اسی سندھ کو malign کیا جا رہا ہے، اسی سندھ کو دھکیلا جا رہا ہے، اسی سندھ پر وار کیا جا رہا ہے ، چاہے democracy کی صورت میں ، چاہے مارشل لاء کی صورت میں، چاہے stable government کی صورت میں، چاہے instable government کی صورت میں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ہم پارلیمنٹ کا بھی وقت لیں ، آپ کو بھی تکلیف دیں اور اپنی خبریں چھپوانے کے لئے یا ٹی وی میں نام آنے کے لئے یہاں بحث مباحثہ میں اپنے آپ کو پھنسا لیں، میں سمجھتا ہوں ، میری گزارش ہو گی کہ treasury benches ، ساری اپوزیشن سینٹ میں، نیشنل اسمبلی میں ، چاروں صوبائی اسمبلی کے ممبران جن کو کہ mandate ملا ہے، جناب mandate وہ جو elect ہو کر آئے ہیں ان کو پبلک نے mandate دیا ہے، یہ سر جوڑ کر بیٹھیں، بیٹھ کر across the table بات کریں کہ بھئی آخر اس کا حل کیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں کراچی کے لئے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہم جو بلوچستان والے ہیں، پیدائش، تعلیم ، اٹھنا، بیٹھنا، تربیت وغیرہ ان سب میں ہمارے لئے سب سے پہلا شہر کراچی ہے اور اسی لئے کراچی کی اپنی افادیت ہے، وہاں پر جو locals ہیں ، original Sindhis ، جو بلوچ وہاں پر رہے ہیں، جو پٹھان وہاں پر تھے اور جو

لائے گئے یہ میں بڑے واضح الفاظ میں عرض کررہا ہوں، اتنی پختون آبادی نہیں تھی وہ ہمارے بھائی ہیں، مگر وہ لائے گئے اور آباد کیے گئے، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تناظر میں تب ہی یہ ساری چیزیں خراب ہونے لگیں کیونکہ ہر ایک نے اپنی community کو سہارا دینا شروع کر دیا تو اس میں original local سندھی کا کیا قصور ہے ہمیں یہ بتایا جائے۔ اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں، پرسان حال کوئی نہیں۔ آج ایک بلوچ جو کہ سندھی بن چکا ہے کیونکہ جناب چیئرمین! بلوچ کی تھوڑی سی خاصیت یہ ہے کہ جس زمین پر بیٹھتا ہے اسی سے محبت کرتا ہے، اسی کو ماں کہتا ہے۔ وہ اگر کہ چیف منسٹر وہاں پر ہے تو کسی کو کیا اعتراض ہونا چاہیئے۔ ہم نے کل کے وزارت اعلیٰ بھی دیکھے ہیں۔ وزراء اعلیٰ بھی دیکھے گئے۔ جس میں قائم علی شاہ صاحب بھی چیف منسٹر رہے ہیں۔ جس میں میرانی صاحب بھی چیف منسٹر رہے ہیں۔ جس میں جام صادق علی صاحب بھی چیف منسٹر رہے ہیں۔ آج لیاقت جتوئی بھی چیف منسٹر ہیں۔ کسی کو کسی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ کبھی کمزور کبھی طاقتور۔ عبداللہ شاہ بھی چیف منسٹر رہے ہیں۔ سارے ڈکٹیشن پر رہے ہیں میں اس کا گواہ ہوں کہ اسلام آباد سے چلتے تھے۔ عبداللہ شاہ بیچارہ بے دست و پا بیٹھا ہوا تھا اپنی کرسی پر حالانکہ اس کے پاس اکثریت بھی تھی۔ مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی مگر اس کے باوجود بھی جس بھی پارٹی کو جو suite کرتا تھا اس نے اسی لحاظ سے برتاؤ کیا۔ جناب والا! تاریخ کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے ہم نے پڑھا ہے، دیکھا ہے، یا نپھا ہے، محسوس کیا ہے اور آج experience کر رہے ہیں کہ ہر پچاس اور ستر سال کے درمیان انٹرنیشنل باونڈریز change ہوتی ہیں۔ یہ ایک law of nature ہے۔ اگرچہ آپ ۱۹ ویں صدی میں نہ جائیں۔ ہم ۲۰ ویں صدی ہی کو لے لیں۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے کی جو صورتحال تھی وہ international global structure میں کیا تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اس کی کیا پوزیشن تھی۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کیا تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد کیا تھی۔ نیو ورلڈ آرڈر میں کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں جناب چیئرمین! تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ مگر یہاں پر اگر آپ نے کہا کہ جناب آپ Administrative Units بنائیں تو صورتحال کیا تھی کہ جناب ظفراللہ جمالی ایک MNA ہے۔ چار اس کے اور دوست ہیں۔ انہوں نے پریشر گروپ بنایا ہوا ہے کہ جناب مجھے یہ ٹکڑا جو ہے میرا ضلع بننا چاہیئے اور آپ نے پریشر میں آکر مجھے ضلع بنا کر دے دیا۔ بغیر سوچے سمجھے کہ اس کی Administrative افادیت کیا ہے۔ آیا کہ ضرورت بھی ہے یا نہیں ہے۔ ون یونٹ سے پہلے

ون یونٹ کے ٹوٹنے سے پہلے میں عرض کروں گا۔ بلوچستان میں ٹوٹل ۲ کمشنریٹ تھے ایک قلات اور ایک کوئٹہ اور ۹ ڈپٹی کمشنر تھے۔ کل 11 Executive officers تھے سارے صوبے میں ۔ ایک SSP کوئٹہ میں بیٹھتا تھا ۔ اس کے بعد آج بفضل خدا تقریباً ۲۷ اضلاع ہیں۔ ۶ ڈویژن ہیں۔ ایک گورنر ہے، چیف منسٹر ہے، اسمبلی ہے ، کیبنٹ ہے، چیف سیکریٹری ہے اور جتنے بھی لوازمات ہیں all the paraphernalia پنجاب کی کل پوزیشن کیا تھی۔ آج کیا ہے۔ سندھ کی کل پوزیشن کیا تھی اور آج کیا ہے۔ فرنٹیئر کی کل پوزیشن کیا تھی اور آج کیا ہے۔ آپ نے یہ Administrative Units کیوں بنائے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں۔ میں پوچھتا ہوں حکمرانوں سے جو حاکم وقت رہے ہیں۔ کہ آخر یہ کیوں بنائے گئے۔ ضرورت کیوں محسوس کی گئی کہ یہ یونٹس بننے چاہیئے۔ مگر انہوں نے کسی کو اعتماد میں لے کر یونٹس بنائے نہیں ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس کرہ ارض پر، خطہ پاکستان پر یہاں پر جو چار صوبے ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے ایک حل عرض کررہا ہوں۔ کسی کو شاید خوشگوار گزرے یا ناگوار گزرے۔ میں اپنی کم عقلی میں جو مجھے سمجھ آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان چار صوبوں کا اس حالت میں یہ democratic set up آگے نہیں چل سکتا ہے۔ یہ میں آپ کو ایمانا عرض کر رہا ہوں۔ جب تک کہ ان کو آپ bifurcate نہیں کریں گے۔ ان کو آپ آرام سے بیٹھ کر سلجھانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ان کو آپ مزید صوبوں میں تقسیم نہیں کریں گے تب تک جان ہماری نہیں چھوٹتی۔ ہم کسی کی بھی ، ایک صوبے کی hegemony ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آج پاکستان کہتا ہے کہ اس خطہ ارض میں ہم ہندوستان کی hegemony ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہندوستان ہم سے بڑا ہے۔ ہم سے طاقتور ہے۔ فوج زیادہ ہے۔ آبادی زیادہ ہے مگر ہم اپنی جو بساط ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں۔ at par ہم سے بات کرو تو بات کریں گے، نہیں تو نہیں کریں گے۔ جناب والا! اسی صورت میں ہمیں یہ کام اپنے گھر سے شروع کرنا چاہیئے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب تک کہ آپ حقدار کو حق نہیں دیں گے، جو اس کا حق بنتا ہے، تب تک وہ چیخے گا، پکارے گا، بدامنی ہو گی۔ Economic disorder اس ملک میں ہے، Law and Order صرف کراچی میں نہیں ہے، کراچی کا تو صرف نام لیا جاتا ہے۔ جہاں پردہ پوشی کی جاتی ہے وہاں اس چیز کا ذکر ہی کوئی نہیں کرتا ہے۔ فرنٹیر میں قبائل ہیں، ملک ہیں، خان ہیں، جو بھی ہیں اپنے اپنے تناؤ کے ساتھ کھچے ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں قبائلی لوگ ہیں، سردار ہیں، نواب ہیں

اپنے اپنے تناؤ میں کھچے ہوئے ہیں۔ پنجاب میں جو حشر ہوتا ہے اس کو پریس cover کر جاتا ہے، اس کے بعد چونکہ اب صرف کراچی کے ساتھ کھیل کھیلنا ہے throughout اسی لئے کراچی کا ہر دور میں ذکر آتا ہے، ہر اخبار میں ذکر آتا ہے، ہر جگہ ذکر آتا ہے۔ جناب والا! جب حق مانگتے ہیں تو لوگوں پر غداری کا لیبل لگایا جاتا ہے۔ ہم جناب والا! اس قابل نہیں ہیں کہ کسی کو غدار کہہ سکیں، جو اس ملک میں بستا ہے وہ پاکستانی ہے، نہ ہم سے اچھا پاکستانی ہے، نہ ہم سے برا پاکستانی ہے ۔ اس ملک پر اس کا اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور کا حق ہے۔ میں ایم کیو ایم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو مہاجر کہنا چھوڑ دیں۔ یہ لفظ اچھا نہیں ہے، وہ ہمارے دوست ہیں، ہمارے بھائی ہیں، ان کی 1947ء کے بعد یہ تیسری نسل ہے، اب وہ مہاجر نہیں ہیں۔ مگر اپنے حق کے لئے سب آواز اٹھاتے ہیں، اپنے حق کے لئے بلوچستان بھی آواز اٹھاتا ہے، اپنے حق کے لئے فرنٹیئر بھی آواز اٹھاتا ہے۔ حقوق کہیں اور چلے جاتے ہیں، وہاں تو ماشاء اللہ زیادہ حق ان کا لگتا ہے، کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے صوبوں کا ذکر کیا اور مجھے اس ذکر پر کوئی خوشی نہیں ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ میرے ملک کی بہتری اسی میں ہے اور جو چیز میرے ملک کی بہتری میں ہو گی، چاہے وہ کسی کو اچھی لگے، چاہے کسی کو بری لگے، کہیں گے، سامنے کہیں گے اور برملا کہیں گے۔ یہاں پر ایمرجنسی کے بارے میں میرے ایک بزرگ سینیٹر صاحب نے فرمایا کہ جناب either by external agression or interanl disorder جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں گھر بیٹھے انڈیا کا نیوکلیئر blast کرنا، کیا یہ threat نہیں ہے پاکستان کو، I think it is a threat to Pakistan, It was a threat to Pakistan اور اس میں اگر ایمرجنسی لگائی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ this government stands justified گرچہ تنقید برائے تنقید کرنی ہے دوستوں نے تو ضرور کریں، وہ ان کا حق ہے ، مگر میں سمجھتا ہوں کہ انڈیا کے ایٹمی دھماکوں کے بعد میری نظر میں this government stands justified to apply emergency and we would support it as far as that part is concerned. جہاں تک جناب کراچی کا تعلق ہے کہ وہاں پر یہ بات ہمیں ماننی پڑتی ہے کہ ہم قومی اسمبلی میں، یا اس ہال میں لتاڑتے تھے ایک بزرگوار کو (جنرل نصیر اللہ بابر کو) کہ انہوں نے لوگ مارے بھی، مروائے بھی، جو کچھ بھی کیا لیکن یہ حقیقت ضرور ہے اور آج میں یہ admit کرتا ہوں، اس وقت ہم چونکہ وہاں بیٹھتے تھے تو

ہم نے تو گورنمنٹ کو لتاڑنا ہی لتاڑنا تھا، جیسے کہ آج یہ دوست ہمارے ساتھ کر رہے ہیں، تو جو کچھ بھی لتاڑنا ضرور ہے ان کو۔ مگر میں یہ admit ضرور کروں گا کہ اس وقت اس نے کراچی کے حالات سدھارے ضرور تھے، بہتر ضرور کئے تھے۔ یہ میں ایک مسلمانی نیت کے ارادے سے عرض کر رہا ہوں۔

میں رضوی صاحب اس پر آ رہا ہوں، میں اسی طرف آ رہا تھا وہ ماشاء اللہ پہلے ہی بول پڑتے ہیں، یہ اس کا مستقل حل نہیں ہے، اس کا مستقل حل میں آپ کے سامنے عرض کر چکا ہوں کہ لوگوں کے حقوق تسلیم کریں، بحیثیت ایک مسلمان، بحیثیت ایک پاکستانی، یہ بھول جائیں کہ یہ مسلم لیگ کا ہے، یہ پیپلز پارٹی کا ہے، یہ بلوچ ہے، یہ non Baluch ہے، یہ سندھی ہے، یہ مہاجر ہے، یہ پنجابی ہے، یہ پختون ہے، خواہ کوئی بھی ہو، بحیثیت ایک پاکستانی سوچیں، جناب والا! ہم نے کئی دفعہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ ہم سب کے ساتھ برابری کا سلوک کریں گے۔ اگر اس ملک میں یہ قانون ہے تو قانون سب کے لئے یکساں اور ایک صورت میں apply ہونا چاہیئے۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude Now.

بہت سے دوستوں نے بولنا ہے وگرنہ مجھے تو آپ کو سننے کو بہت جی چاہتا ہے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی : جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں، میں عرض کروں جناب کہ مجھے دکھ ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے کہ جب اس ملک میں ایک قانون بنا ہوا ہے، تو آپ الف کے لئے تو ایک قانون استعمال کرتے ہیں، وہی قانون آپ ب کے لئے دوسری طرح سے استعمال کرتے ہیں، ایسا نہ کریں۔ جب قانون میں differentiate کریں گے تو آپ کا کوئی ادارہ صحیح سلامت نہیں رہے گا، نہ سینٹ کی افادیت رہے گی، نہ قومی اسمبلی کی value رہے گی، نہ سپریم کورٹ کا تقدس رہے گا، نہ اس ملک میں کوئی قانون رہے گا۔ جب آپ کا کوئی ادارہ محفوظ نہ ہو تو آپ لوگوں کے لئے کیا کام کر سکیں گے، لوگوں کی بھلائی کے لئے کیا کام کر سکیں گے۔ میں دست بستہ آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدا را براہ مہربانی ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف discussion کی حد تک، تقاریر کی حد تک محدود نہ کریں، اس کا مثبت رد عمل سامنے لائیں۔ جس کو قربانی دینی ہے وہ ضرور دے، بیٹھیں بات کریں، کسی ایک شخص پر کیچڑ نہ اچھالیں۔ اگر آپ آج کیچڑ اچھالتے ہیں تو کل اس کے چھینٹے آپ کے دامن پر بھی پڑیں

گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب طاہر بزنجو صاحب۔

جناب محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں، اس سے پہلے کہ میں ان عوامل اور وجوہات کے بارے میں جو سندھ میں امن و امان خراب ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کروں۔ یہاں پر میں اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ میں بلوچستان نیشنل پارٹی، بلوچستان کی سب سے بڑی پارٹی ہے اور اس سینٹ میں ہم پانچ سینیٹرز ہیں، لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی اہم مسئلے کے بارے میں بحث ہوتی ہے تو وہ بحث ایک دن چلتی ہے یا دو دن چلتی ہے، اس وقت ہمیں وقت دیا جاتا ہے جب ہال خالی ہوتا ہے، پریس گیلری خالی ہوتی ہے اور اس بارے میں، میں نے ایک دفعہ واک آوٹ بھی کیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ آئندہ ہمارے ساتھ یہ ناانصافی نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین! کراچی میں امن و امان کے بارے میں اس معزز ایوان میں بہت کچھ کہا گیا ہے ۔ میں اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک میں قومی سوال کو، قومی مسئلے کو جمہوری انداز میں خوش اسلوبی سے حل کیا جاتا تو نہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنتا اور نہ ہی آج کراچی ان لاطینی امریکہ کے ممالک کی یاد تازہ کرتا جہاں پر مافیا کا راج ہے اور نہ ہی آج صوبوں کے عوام کے درمیان تعصب اور نفرت کی سیاست پروان چڑھتی۔

جناب چیئرمین! سندھ میں امن و امان کا مسئلہ سیاسی، اقتصادی، تہذیبی اور سماجی بھی ہے۔ 1954ء میں ون یونٹ قائم ہونے کے بعد دوسرے صوبوں کی طرح سندھ میں بھی مسائل، مشکلات اور مصائب کا ایک نیا دور شروع ہوا، One unit کے قائم ہونے کے بعد، 58 میں مارشل لاء لگنے کے بعد سندھ میں ہزاروں اور لاکھوں ایکڑ زمین سول اور ملٹری بیوروکریسی سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں تقسیم کی گئی۔ جس کی چند مثالیں میں دوں گا مثلاً کوٹری بیراج میں جن جنرلوں اور میجروں کو یہ زمین الاٹ کی گئیں جنرل ایوب خان 247 ایکڑ، میجر جنرل محمد موسیٰ 250 ایکڑ، میجر جنرل امراؤ خان 246 ایکڑ، جنرل نور الٰہی 497 ایکڑ، کرنل اختر حفیظ 489، میجر محمد لطیف 500 ایکڑ وغیر وغیرہ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک طویل لسٹ ہے۔ ایک ایسا صوبہ جہاں پر ہزاروں اور لاکھوں کے تعداد میں بے زمین ہاری موجود ہوں وہاں پر زمین کی اس سول اور ملٹری

بیوروکریسی سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں تقسیم کا کوئی بھی سیاسی اور اخلاقی جواز نہیں تھا جناب چیئرمین۔ بلکہ اس طرح کر کے لاکھوں سندھیوں کو اپنے ہی وطن میں مہاجر بنایا گیا۔ جناب چیئرمین! یوں سندھ میں اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جس کا میں نے ایک ذکر کیا کہ جارحانہ نیشنلزم کے لئے راہ ہموار کی گئی - جناب چیئرمین ! nationalism does not exist in a vacuum ، نیشنلزم کے لئے مخصوص ، جارحانہ نیشنلزم یا جارحانہ وطن پرستی کے لئے مخصوص وجوہات ہوتی ہیں، بے رحمانہ استحصال، سیاسی، اقتصادی اور تہذیبی میدان میں۔ ہم سب اپنے ملک کی تاریخ جانتے ہیں کہ جی ایم سید پاکستان کے بانیوں میں سے تھے یہ جی ایم سید ہی تھا کہ جس نے پاکستان کی حمایت میں سندھ اسمبلی نے جو قرارداد منظور کی تھی ، اس کا مضمون تیار کیا تھا اور یہ بھی جی ایم سید ہی تھا جس نے بعد میں سندھو دیش کا نعرہ بھی لگایا۔ وہ کون سی وجوہات تھیں، وہ کون سے عوامل تھے، وہ کون سے factors تھے جس نے ایک ایسے شخص کو جس نے ملک بنانے میں کلیدی رول ادا کیا اور آخر میں وہ اس مقام تک پہنچا۔

جناب چیئرمین ! یہ ایک طویل بحث ہے اور utilizing this opportunity جناب چیئرمین! میں وزیر اعظم پاکستان سے یہ پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ سندھ کی وہ زمینیں جو one unit قائم ہونے کے بعد 58 میں مارشل لاء لگنے کے بعد جنرلوں، کرنلوں، میجروں ، کمشنروں میں جو تقسیم کی گئی تھیں وہ زمینیں واپس کر کے سندھ کے بے زمین ہاریوں میں تقسیم کی جائیں۔ اسی طرح جناب چیئرمین! ایم کیو ایم جو وجود میں آئی، کیونکہ امن و امان کے مسئلہ پہ ہم جو بات کر رہے ہیں اس میں ایم کیو ایم کا بھی بڑا نام لیا جا رہا ہے، کچھ factors سیاسی بھی ہیں ، اقتصادی بھی ہیں، تہذیبی بھی ہیں جیسے میں نے عرض کیا کیونکہ مقررین نے اس پر اظہار خیال کیا ہے اس لئے ان کو میں repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ایم کیو ایم کیسے وجود میں آئی ظاہر ہے کہ ایم کیو ایم راتوں رات وجود میں نہیں آئی اس کے بھی بہت سے factors اور عوامل تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جناب چیئرمین یہ 80-1979 کی بات ہے جب میں کراچی یونیورسٹی میں ہوتا تھا تو اس وقت ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین اکثر و بیشتر کراچی یونیورسٹی آتے تھے ۔ اس وقت وہ اتنے پاپولر بھی نہیں تھے اور میرے خیال میں ڈیڑھ سو ، دو سو سے زیادہ کے اجتماعات میں نے کم از کم کراچی یونیورسٹی میں اس کے نہیں دیکھے تھے ۔ اور مجھے بھی کئی دفعہ الطاف حسین صاحب کو کراچی یونیورسٹی میں سننے کا موقع ملا ۔ ان کی تقاریر

کا لب و لباب یہ ہوتا تھا کہ ہم جو Urdu speaking لوگ ہیں یہاں پر ہماری اس ملک میں حیثیت اور مقام کیا ہے ۔ مہاجرو ! متحد ہو جاؤ اپنے سیاسی اور اقتصادی حقوق کے لئے ۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے جناب چیئرمین ! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ ایم کیو ایم ایک انتہائی طاقت ور political force کی حیثیت سے سامنے آئی ۔ اور آج میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کے context میں ایم کیو ایم کو نظر انداز کرنا کسی بھی مسئلے کے بارے میں ایک انتہائی غیر سیاسی اور جاہلانہ قدم ہوگا ۔ ہمارے ملک کے ممتاز دانشور مرحوم ڈاکٹر فیروز احمد اپنی کتاب "Ethnicity & Politics in Pakistan" میں لکھتے ہیں جناب چیئرمین۔

In March 1984 a new force emerged on Pakistan's political stage. The Mohajir Qaumi Movement. Championing the interests of the Urdu speaking Mohajirs, migrants from India, settled in Sindh province. It took the urban center of Sindh by storm. Tens of thousands of people flocked to the rallies of the MQM to listen to the simple message of its leader, Altaf Hussain. The Mohajirs had had enough. They must have a party of their own to fight exclusively for their rights, just as all other ethnic groups had parties to represent their interests. The MQM's name has never failed to appear in the headlines since. It remaincd at the centre of the controversy when a series of clashes took place in Karachi and Hyderabad between the Mohajirs and the Pathans(or Pushtoons) from the North. In December 1986, Karachi experienced a communal carnage of a magnitude that Pakistan had not witnessed since the bloodbath that accompanied the partition of India in 1947. The MQM, while disclaiming any role in the riots, emerged as the authentic spokesman for the Mohajir community. In November, 1987 its nominees swept the polls in the non-party municipal elections in Karachi and Hyderabad, the two largest cities of Sindh.

اسی طرح جناب چیئرمین In the General Election of 1988-90 and 96 MQM!swept the polls آج جناب چیئرمین! کراچی میں پشتون اور مہاجر کے درمیان فساد نہیں

ہو رہا ہے ۔ آج کراچی میں سندھی اور مہاجر کے درمیان فساد نہیں ہو رہا ہے ۔ اسی طرح کراچی میں پنجابی اور مہاجر کے درمیان فساد نہیں ہو رہا ہے جو اس سے پہلے اس کا ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ۔ جو ہوتا رہا اس Period میں ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت جو رائے سامنے آ رہی ہیں ' ایم کیو ایم کے دوستوں کی رائے ہے جیسا کہ رضوی صاحب نے اپنا موقف پیش کیا ان کی رائے میں کراچی میں اس وقت جو قتل غارت گری ہو رہی ہے اس میں ایجنسیز ملوث ہیں ۔ وہ ایجنسیز کروا رہی ہیں ۔ پیپلز پارٹی کے جو دوست ہیں ان کی رائے میں اس میں ایم کیو ایم ملوث ہے ۔پہلے تو ہم یہ جاننا چاہتے ہیں ' ہمارے محترم وزیر داخلہ صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے' وہ ہمیں بتائیں کہ پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو ایجنسیاں ہیں ان کا فنکشن کیا ہے ' یہ کیا کرتی رہتی ہیں ۔ بلوچستان میں جناب چیئرمین! میں یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سی جگہوں پر جو قبائلی جھگڑے ہو رہے ہیں ان میں ہماری ایجنسیاں ملوث رہی ہیں بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ حال ہی میں جو بلوچستان حکومت کے خلاف جو عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی تھی اس میں بھی ایجنسیاں ملوث تھیں اور جناب والا! ہمارے ملک کی سیاسی تاریخ کا جو پس منظر رہا ہے اگر ہم اس کا ذرا مطالعہ کریں تو یقیناً کراچی میں بھی جو کچھ ہو رہا ہے اس میں ایجنسیاں ملوث ہیں ۔ ہم یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ آخر ایجنسیوں کا کام کیا ہوتا ہے کیا وہ اس ملک میں سیاسی استحکام پیدا نہیں کرنا چاہتیں یا وہ یہ نہیں چاہتیں کہ مختلف صوبوں کے عوام ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر ہوں یا ان کا کام یہ ہے جو وہ کر رہے ہیں ۔

اسی طرح گورنر راج کا جہاں تک تعلق ہے ' تو طاقت کے استعمال کا بھی تعلق ہے ' میں نہیں سمجھتا جناب چیئرمین ! کہ لیاقت جتوئی صاحب کے جانے سے اگر کسی اور آدمی کو آپ لائیں یا گورنر راج یا فوج وہاں پر لائیں ' وہ سود مند ہوگا ۔ اس کے تجربے بھی ہوتے رہے ہیں ۔ طاقت کا استعمال ہم نے جہاں بھی دیکھا ہے' جب بھی طاقت استعمال کی گئی ہے ' آپ بلوچستان کو دیکھیں جہاں بہت مرتبہ ہماری وفاقی حکومت طاقت کا استعمال کرتی رہی ہے لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا ۔ کیا طاقت کے استعمال سے مسائل حل ہوئے ۔ جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مختلف تجاویز ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس کراچی میں ' ہماری اطلاعات کے مطابق وزیر داخلہ صاحب بہتر جانتے ہوں گے ' کراچی میں اس وقت اسلحہ کا سب سے بڑا کیمپ ہے ' منشیات کے سب سے بڑے اڈے بھی کراچی میں ہیں ' illegal immigrants جو برمی ' بنگالی '

ہندوستانی، افغانی، ایرانی، سری لنکن ہیں وہ بھی وہاں پر رہ رہے ہیں اور یقیناً ان کی وجہ سے بھی، جیسا کہ ہمارے ایک محترم دوست نے کہا تھا کہ ہمارا ملک illegal immigrants کے لئے ایک جنت ہے لیکن اگر آپ چاہتے جناب چیئرمین! کہ کراچی کے مسئلے کا مستقل حل ہو، اگر آپ چاہتے ہیں کہ مختلف صوبوں کے جو مسائل ہیں، جو محرومیاں ہیں ان کا ایک مستقل حل ہو تو میری رائے میں اس کا مستقل حل وفاقیت کی اصلی روح کے مطابق مکمل صوبائی خودمختاری ہے 1973 کے آئین کی روشنی میں مکمل صوبائی خود مختاری کراچی کے مسائل کا حل ہے، سندھ کے مسائل کا حل ہے اور بلوچستان کے مسائل کا بھی حل ہے اور آخر میں ہم اپنے ساتھیوں سے جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، ہمارے ایم کیو ایم کے ساتھی بھی ہیں، ان سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ ملک ہم سب کا ملک ہے۔ اس ملک میں اگر امن ہوگا، اس ملک میں اگر ہم بھائی چارے سے رہیں گے تو اس میں ہم سب کا فائدہ ہوگا۔ اگر اس ملک میں تشدد کی سیاست کریں گے، ہم منفی رجحانات کو آگے لے جائیں گے، ہم جمہوری اقدار کا احترام نہیں کریں گے تو پھر میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! ہم سب خسارے میں رہیں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ جی۔ راجہ صاحب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چھ speakers باقی ہیں۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب کا بھی انتظار تھا کہ شاید وہ پہنچ جائیں۔ اگر نہ پہنچ سکیں تو کیا رائے ہو گی، کیسے کرنا ہے، ابھی چلتے رہیں یا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ صحیح ہی ہے جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ صفدر عباسی صاحب کو نہ سن لیں۔ صفدر عباسی صاحب کو آج سن لیں۔ آج conclude صفدر عباسی صاحب کر لیں۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ آج conclude کر لیں۔ اس طرف سے خٹک صاحب conclude کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ وہ تو کریں گے۔ چوہدری شجاعت صاحب سے پہلے انہوں نے بولنا ہے لیکن آج صفدر عباسی صاحب conclude فرما دیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ میں ابھی کروں گا لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ کل پر اگر لے جائیں گے تو کالا باغ ایشو پر دو دن رہ جائیں گے۔ پرسوں تو جمعہ ہے ویسے بھی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب ہماری طرف سے تو speakers دو ہی ہیں ۔ صفدر عباسی کے علاوہ نہیں ہوں گے خٹک صاحب صرف conclude کریں گے ۔ اگر دوسرے speakers بھی آج ہی بول لیں تو یہ ہے کہ کل صبح صرف اجمل خٹک صاحب اور وزیر داخلہ صاحب بولیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ تو پھر ٹھیک ہے دس بجے تک بیٹھتے ہیں تا کہ سارے speakers آج تقریر کرلیں ۔ جی صفدر عباسی صاحب فرمائیے ۔ جمیل الدین عالی صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ کراچی کی صورت حال سے متعلق ایک پارٹی کی طرف سے صرف مصطفےٰ کمال رضوی نے پرسوں ایک بڑی تفصیلی تقریر کی تھی لیکن اس کے بعد نئی نئی کچھ ایسی باتیں کہی گئی ہیں جن کا ان کو جواب دینے کا یعنی rejoinder کی اجازت دی جائے یا کچھ وضاحتیں ضروری ہو گئی ہیں کراچی کی صورت حال کے بارے میں ، کیوں کہ rejoinder کی اجازت نہیں دیتے آپ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ اگر آپ تقریر فرمانا چاہیں تو بصد شوق ۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ میرا نام اگلے مقررین میں ڈال دیں ۔ اگر اجازت دیں گے تو میں بھی بولنا چاہوں گا ۔

Mr. Presiding Officer: Dr. Safdar Ali Abbasi now.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب چیئرمین صاحب ! کراچی شہر صوبہ سندھ کا دارالحکومت ہے ، نہ صرف دارالحکومت ہونے کے ناطے سے بلکہ میں اپنے ہوم ٹاؤن لاڑکانہ کے علاوہ کراچی کا بھی رہائشی ہوں وہاں گریجویشن تک تعلیم بھی حاصل کی ہے اور جناب آج اس شہر میں دوبارہ قتل عام کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس قتل عام کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! ایک ایسے عنصر نے درمیان سے سر ابھارا ہے کہ اب کوئی تفریق نہیں بچی یعنی یہاں تک بھی تفریق نہیں رہی کہ خواتین اور مردوں میں کوئی تفریق ہو ۔ پہلی دفعہ کراچی میں خواتین کو targetted killing کے ذریعے مارنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے ،بچوں کو مارنے کا سلسلہ شروع ہوا

ہے .which was previously unheard کراچی کی violence ایک لمبی داستان ہے جس پر بیٹھ کر شاید ہم گھنٹوں بحث کر سکتے ہیں اور یہاں گھنٹوں بحث بھی ہوئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس یہ ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ سال کے اندر ہمیں کراچی کے مسئلے پر کبھی بھی حکومت کے stand کا پتہ نہیں لگا۔ یہاں پر تقاریر ہوئی ہیں ، بہت سے دوستوں نے تقریریں کی ہیں ، اپوزیشن لیڈرز نے بھی تقریریں کی ہیں، حکومتی بنچوں سے بھی بہت سے دوستوں نے بات کی ہے ، ایم کیو ایم کے بھی بہت سے سینیٹر حضرات بولے ہیں لیکن آج تک ہمیں حکومت کا stand پتہ نہیں چل سکا کہ کراچی کے ایشو پر گزشتہ ڈیڑھ سال سے اس حکومت کا کیا stand ہے کبھی چوہدری شجاعت صاحب نے، وہ ہمارے اچھے ساتھی ہیں ، بزرگ ہیں ، بہت نیک انسان ہیں لیکن کبھی بھی وزیر داخلہ کی حیثیت سے آ کر انہوں نے کبھی ہمیں کوئی سیر حاصل بات نہیں کی کہ جس سے کوئی تشفی ہو۔ جس سے کہ کوئی ہمارے ذہنوں میں کوئی تراوت ہو کہ جی اس حکومت کا وزیر داخلہ کراچی کے حوالے سے یا کراچی کو امن دینے کے حوالے سے کچھ کرنے جا رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ تشنگی سے ان کا انتظار کرتے رہے کہ وہ آئیں اور جو زخم ہیں ان پر کچھ مرہم رکھیں اور اس ہاؤس کو confidence میں لیں کہ حکومت کیا کرنے جا رہی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے، اب ان کی کیا pre-occupations ہیں، مجھے تو پتہ یہ لگا تھا کہ انہوں نے چیف منسٹر صاحب سے ملنے جانا تھا کراچی ، چیف منسٹر صاحب تو چلے گئے دبئی، اب مجھے پتہ نہیں کہ چوہدری صاحب کدھر ہیں، دو دنوں سے ہم ان کے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ وہ آئیں گے اور ہماری تشفی کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب مکمل drift ہے، کہ حالات بس چل رہے ہیں جی چل رہے ہیں۔ کچھ بھی نہ سندھ حکومت کی طرف سے نہ وفاقی حکومت کی طرف سے سننے میں آ رہا ہے۔ دھمکیوں کا ایک سلسلہ کبھی کبھی درمیان میں اس کا شور اٹھتا ہے۔ جوں جوں حالات خراب ہوتے ہیں، قتل زیادہ ہوتے ہیں، تو ایک شور ضرور اٹھتا ہے حکومت کی طرف سے، کچھ ہل چل مچتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے جی نواز شریف صاحب پہنچ گئے ہیں کراچی۔ لیکن پھر پتہ لگا کہ جی دو گھنٹے بعد اپنے allies کو بھی بغیر confidence میں لئے ایک میٹنگ کی اور واپس لاہور چلے گئے۔ جناب، رائے ونڈ کے علاوہ بھی اس ملک کے اندر اور شہر ہیں۔ یہ کیا ہے کہ جی آپ گئے وہاں، دو گھنٹے وہاں آپ نے میٹنگ کی، allies آپ کے چلا رہے ہیں ، آپ ان کو چھوڑ کر واپس رائے ونڈ پہنچ گئے اور ایک بیان جاری

کردیا۔ جناب ایک مکمل drift ہے۔ حالات کی ایک رو ہے جو چلی جا رہی ہے، حکومت بھی اس میں بہہ رہی ہے، کیا بنتا ہے کیا نہیں بنتا، انہوں نے اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔

جناب میں ایک دو باتیں رضوی صاحب کے لئے پھر کہوں گا یہ کہتے ہوئے کہ جو باتیں میں کروں اس کو بالکل اس کے صحیح تناظر میں دیکھیں۔ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ میں کسی پر الزام لگاؤں، میرا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ میں خواہ مخواہ بیٹھ کر لمبی ہسٹری کھینچوں، لیکن کچھ حقائق ہیں جو سامنے آنے چاہیئں اور ہر کسی کو اختیار بھی ہونا چاہیئے کہ ان پر بات کرے۔ جناب آج جمالی صاحب نے جنرل بابر صاحب کو یاد کیا۔ ہاں جنرل بابر صاحب اس ملک کے، پاکستان کی وفاقی حکومت کے تین سال وزیر داخلہ رہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ آپ جنرل بابر صاحب کے ساتھ اختلاف ضرور کر سکتے ہیں، ان کے طریقہ کار پر بھی آپ اختلاف کرسکتے ہیں، لیکن ان کی سچائی اور ان کی ایمانداری پر ان سے کوئی اختلاف نہیں کرسکتا۔ اور اس بات پر بھی کہ جب بھی بات ہوئی، کراچی کا issue ہو یا پاکستان کا کوئی بھی issue ہو جنرل بابر صاحب ہمیشہ موجود ہوتے تھے، چاہے سینٹ ہو چاہے قومی اسمبلی ہو، اس کو confidence میں لینے کے لئے متعدد ان کے بیانات ہیں، اس ہاؤس کے فلور پر بھی اور اس قومی اسمبلی کے فلور پر بھی۔ ہاں آپ ان سے اختلاف کرسکتے ہیں، ان کے طریقہ کار سے بھی اختلاف کرسکتے ہیں، لیکن وہ ہمیشہ موجود ہوتے تھے ہاؤس کو، قوم کو، عوام کو، قومی اسمبلی کو، سینٹ کو confidence میں لینے کے لئے۔ ہاں اکثر ذکر ہوتا ہے judicial killings کا۔ ہاں جناب extra judicial killings کا ضرور ذکر ہو اور سپریم کورٹ نے بھی اس کو authenticate کیا، ہمارے خلاف چارج شیٹ میں بھی یہ لگایا گیا کہ جی یہ extra judicial killings کراچی کے اندر ہوئیں۔ سپریم کورٹ نے اس کو authenticate کیا، لیکن کیا اس سے حالات ٹھیک ہوگئے۔ میرا سوال ہے جناب کہ آج ڈیڑھ سال down the lane گزر گیا، نہیں رضوی صاحب میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگانا چاہ رہا۔ اور میں آج بولنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن کیونکہ آپ لوگ بے تحاشہ ہیجان create کرتے ہیں تو میں اس وجہ سے بول رہا ہوں اور میں پھر بھی کسی کا نام نہیں لوں گا۔ سپریم کورٹ نے اس کو authenticate کیا جناب کہ extra judicial killings ہوئیں۔ سپریم کورٹ نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No interruption, no interruption please. Please take your seat, Mr. Rizvi, please take your seat.

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Please take your seat. I have not given you the floor. I have not given you the floor. Please take your seat. Please resume your seat. Yes, Mr. Abbasi.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: سپریم کورٹ نے انوارالحق کی قیادت میں، اس ملک کی سپریم کورٹ نے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی سنائی، اس کو پھانسی لگی۔ کیا نتیجہ نکلا اس کا۔ کیا فرق پڑا۔

(interruption)

Mr. Presiding Officer: Mr. Rizvi you have already spoken.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! اس interruption کا ٹائم آپ مجھے دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Yes, I will give you.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میں بالکل مانتا ہوں لیکن اس کا آج اثر کیا ہے۔ آج ڈیڑھ سال بعد کوئی فرق پڑا ہے۔ آج پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں ہے۔ بقول آپ کے اور بقول سپریم کورٹ اور بقول فاروق لغاری کے extra-judicial killings نہیں ہو رہی ہیں تو پھر بھی کیا فرق ہے Karachi is slided into it کراچی تیزی سے slide کرتا ہوا پتھر ہے جسے آپ نے لڑھکا دیا ہے۔ ہم تو نہیں ہیں لیکن کیوں اور میرا سوال آپ سب لوگوں سے ہے کہ extra judicial killings ہوئیں یا نہیں ہوئیں آپ نے کہا ہوئیں تو آج یہ صورت حال کیوں ہے؟ کراچی میں جناب والا! کبھی دوسو آدمی ایک مہینے کے اندر قتل نہیں ہوا جو آج کراچی کا ریکارڈ بن چکا ہے۔

جناب والا! آپ پورا آپریشن کا ٹائم نکال لیں اور جن 70 workers کے بارے میں ایم کیو ایم claim کرتی ہے کہ وہ قتل ہوئے ہیں لیکن بقول ان کے 178 workers جب کہ ان

کی اپنی حکومت ہے ،قتل ہوتے ہیں۔ جناب والا! دوستوں کی یادداشت کے لئے 1992 میں پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں تھی ۔ آپ 1989 میں پیپلزپارٹی سے معاہدہ ختم کر کے بغیر بتائے لاہور جا کر بیٹھ گئے ۔ ٹھیک ہے آپ چلے گئے اور نواز شریف کے ساتھ alliance بنایا لیکن 1992 میں وہ الطاف حسین کو کہہ رہا تھا کہ تم واپس آ جاؤ لیکن یہاں فوج کو کہہ رہا تھا کہ تم آپریشن کرو۔ وہ ہم نے نہیں کیا۔

ہاں پیپلز پارٹی یہ کھل کر کہتی ہے کہ جب ہم مخالفت کرتے ہیں اور دشمنی کرتے ہیں تو ڈٹ کر کرتے ہیں اور جب دوستی کرتے ہیں تو وہ بھی ڈٹ کر کرتے ہیں۔ کھلے عام کرتے ہیں اور پیٹھ میں چھرا نہیں گھونپتے ۔ نواز شریف نے 1992 میں ایم کیو ایم کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا اور پھر میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کی پیٹھ میں پھر وہ چھرا گھونپا جا رہا ہے ۔ اس کے بعد آپ کیا کریں گے؟ ہاں آپ ہمارے ساتھ لڑیں یہ سیاسی لڑائی ہے ۔

جنرل بابر کو آپ ضرور الزام دیں ان کی ایک clarity تھی۔ وہ یہ کہتے تھے کہ political worker اور criminal میں differentiate ہونا چاہیئے ۔ جہاں سے differentiate ختم ہوئی ہے وہاں سے پرابلم شروع ہوئے ہیں۔ آج political workers میں اور criminal میں differentaite کریں تو کراچی کے بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

میں آج یہ محسوس کرتا ہوں کہ شاید الطاف حسین صاحب خود ان معاملات کو کنٹرول نہیں کر پا رہے۔شاید ان کے ہاتھ سے بھی گیم نکلتی چلی جا رہی ہے اور کراچی slide کرتا ہوا ایک گہری کھائی کی طرف جا رہا ہے ۔ الزام یہ لگتا ہے کہ ایم کیو ایم الطاف اور ایم کیو ایم حقیقی لڑ رہی ہے کراچی پر قبضے کی لڑائی ہے۔ ایک طرف الزام یہ ہے کہ ایجنسیاں یہ کر رہی ہیں اور میں بزنجو صاحب سے متفق ہوں گا کہ ہمیں وزیر داخلہ صاحب آ کے بتائیں کہ ان کی ایک الائیڈ جماعت floor of the House پر کھڑے ہو کر سندھ میں ، قومی اسمبلی میں ، سینٹ میں ان پہ الزام لگا رہی ہے اور یہ بہت بڑی charge ہے جناب۔ اور مجھے افسوس ہے کہ اس چارج کو defend کرنے کے لئے چوہدری صاحب آج موجود نہیں ہیں۔ ان کو کہا جا رہا ہے کہ تمہاری ایجنسیاں' ایجنسیاں کون ہیں جناب ۔ Intelligence Bureau, ISI, جناب میں کھل کے بول رہا ہوں۔ I know تین ایجنسیاں ہیں اس ملک کے اندر ۔ IB, ISI, Military Intelligence کس پہ الزام لگ رہا ہے۔ وضاحت کیوں نہیں کرتی گورنمنٹ کہ آپ کے دوست آپ کے allies جو پیپلز پارٹی کو

داغ مفارقت دے کے آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپ نے ان کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے۔ وہ پھر بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ وہ آپ پے الزام لگا رہے ہیں اور آپ کوئی جواب نہیں دے رہے۔ کس طرف اس ملک کو لے کر جا رہے ہیں۔ اتنی بڑی چارج اور آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ہے۔ خاموشی صمٌ بکمٌ ۔ اس طرح ملک نہیں چلتے جناب۔ اگر الزام ہے Raw پہ تو کدھر ہیں ساری agencies ؛ کدھر ہے حکومت؛ جو Raw کو پکڑ نہیں سکتی۔

اگر آپ کے ملک میں یہ کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا کر رہی ہیں یہ ساری agencies۔ کیوں نہیں پکڑتی راء کے ایجنٹوں کو؟ دس سال ہو گئے ہیں ہم یہ بات سن رہے ہیں۔ کہ راء یہ کرا رہی ہے ۔ راء وہ کرا رہی ہے۔ پکڑیں نہ آپ اس کو۔ مجھے افسوس ہے کہ ڈیڑھ سال کے اندر' پیپلز پارٹی کی پالیسی غلط تھی یا صحیح تھی میں اس میں زیادہ نہیں جانا چاہتا۔ لیکن واقعات ہوئے ہمیں فخر ہے کہ ہم نے کراچی کو امن دیا۔ آج آپ مجھے بتائیں کہ یہ ڈیڑھ سال بعد کیوں slide ہے؟

جناب پھر یہ بات ہوتی ہے کہ ہم administratively اس مسئلے کو حل کریں گے۔ جناب کونسی administration وہاں ہے' administration نام کی کوئی چیز کراچی میں موجود ہے؟ administration کے کیا حصے ہیں۔ پولیس ۔ رینجرز ، فوج کیا اس وقت کراچی کی صورت حال ہے ۔ پولیس ایک demoralized force ہے کراچی کے اندر جناب۔ جن لوگوں نے آپریشن کے اندر حصہ لیا وہ آج مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ یا تو مار دیئے گئے ہیں۔ یا بھاگ گئے ہیں یا ان کے گھروں میں گھس کر ان کو مارا جا رہا ہے' کون سی پولیس آپ کے لئے آئے گی لڑنے کے لئے ؛ آپ نے ڈیڑھ سال کے اندر اس کو اس پوزیشن میں لا کر کھڑا کیا ہے کہ وہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتے ۔ آپ کرتے ہیں آپریشن کی بات اتنی بڑی۔ یہ جو اپریشن کے اندر خرچے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ تین ' چار ' پانچ ہزار بندے مریں گے۔ آپ اس demoralized police force کے ساتھ جا کے لڑائی لڑیں گے۔ نا ممکن ہے جناب۔ بات کر رہے ہو رینجرز کی ۔ رینجرز کے کپتان مرے ہیں جناب وہاں پہ۔ کیا ہوا ان کے جو قاتل تھے ان کو کیا کہا آپ نے؛ کسی کو سزا دی؛ نہیں دی آپ نے ۔

فوج کی بات یہ کرتے ہیں ۔ میجر کلیم کا کیس جناب۔ اتنا بڑا کیس ہے international level پہ یہ چلا ہے۔ کیا کیا آپ نے میجر کلیم کے ساتھ ؛ کہ آپ نے اس کو ہائی

کورٹ کے اندر اپوز نہیں کیا؟ پھر آپ سپریم کورٹ میں اپیل کرنے جاتے ہیں جب آپ پہ پریشر بڑھتا ہے۔ جناب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس طرح politically آپ کا ally آپ سے ناراض ، politically آپ کا ally آپ سے خوف زدہ ، آپ کو accuse کر رہا ہے۔ کہ آپ ہمارے ساتھ یہ کرنے جا رہے ہو۔ administratively police demoralized, rangers ٹھیک ہے دوبارہ try کرلیں۔ فوج ، فوج دور بیٹھی ہے۔ نہیں گھسے گی ۔ وہ ۱۹۹۲ء میں صاف یہ کہہ کر چلے گئے وہ کہ جی ہم اس چیز میں interfere نہیں کر سکتے ۔ اور مجھے یقین ہے وہ دوبارہ بھی نہیں آئے گی۔ politically آپ اپنے دوستوں کو ناراض کر چکے ہیں۔ politically آپ کا وجود ہی کوئی نہیں وہاں پہ۔ چودہ ممبروں کے ساتھ آپ نے حکومت بنائی ہوئی ہے ۔ آپ کا وجود ختم ہو چکا ہے وہاں پہ ۔ مزید جو وجود تھا وہ میاں صاحب provocative feelings کو بڑھا کے مزید ختم کر رہے ہیں۔ administratively آپ کے پاس کچھ نہیں ہے۔ کون اور کس طرح اس کو سنبھالیں گے؟ میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ شاید راجہ صاحب پھر ناراض ہو جائیں گے ، کیونکہ کراچی کے حالات اب دیکھے نہیں جاتے ۔ اور میں توقع کروں گا بغیر مزید کچھ کہے کہ حکومت چاہے وہ federal government ہو سندھ ہو عوام کو کچھ اور نہیں چاہیے ۔ وہ اس killings کو روکنے کی آپ سے درخواست کر رہے ہیں آپ مہربانی فرما کے ان killings کو روکنے میں اپنا کردار ادا کریں ۔ شکریہ ۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Habib Jalib now.

جناب حبیب جالب بلوچ : میں کوشش کروں گا کہ پاکستان میں overall اور بالخصوص کراچی میں law and order کی صورت حال پر بڑے مختصر اور جامع انداز میں اپنے خیالات کو کسی بڑی controversy میں پڑے بغیر پیش کروں۔

کسی بھی مسئلے کا جائزہ لینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس مسئلے کو اس کے historical perspective میں دوسروں کے connection سے اور اپنے تلخ تجربات کی روشنی میں اسے جانچیں اور اس کا جائزہ لیں۔ اور ان اسباب کو بھی دیکھیں جو basic سبب ہیں اور جس کے نتیجے میں پورے ملک میں بالعموم اور بالخصوص کراچی میں جو خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور کراچی جو اس وقت خون میں لت پت ہے وہ اس ملک کے سیاستدانوں سے ، اس ملک کے نظریہ

دانوں سے اور اس ملک کے فلاسفر سے یہ demand کر رہا ہے کہ وہ اس کا مکمل ، جامع اور دور رس حل تلاش کریں ۔ اس کے اسباب کے ساتھ میں suggestions بھی دوں گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ 1947 کے بعد جو سب سے بڑی غلطی کی گئی اور وہ غلطی اب بھی دہرائی جا رہی ہے، وہ یہ ہے کہ پاکستان کے اندر economic sector میں کوئی ماسٹر پلان ہمارے پاس نہیں رہا ۔ جب economic development کا master plan ہمارے پاس نہیں رہے گا تو denial of rights of different nationalities, different linguistic group, different cultural minorities کا ہوگا اور اس میں پسے اور کچلے ہوئے طبقات کے حقوق کا بھی تعین نہیں ہوسکے گا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ پاکستان کے اندر اس وقت نا ہموار ترقی کو مروج کیا گیا جسے uneven development کہتے ہیں اور پاکستان بننے کے فوراً بعد کراچی کو capital declare کیا گیا ۔ اس وقت urbanization کی جو پالیسی تھی اس کو check and balance نہیں کیا گیا ۔ یہ غلطی چین میں بھی cultural revolution کے وقت ہوئی تھی جب urbanization ہوئی تھی ۔ جب آپ تمام مختلف صوبوں یا ضلعوں میں development کے حوالے سے parity نہیں رکھیں گے ۔ ایک شہر جو کلاچی سے کراچی بنا ، جو مچھیروں کا شہر تھا اور well industrialized, metropolitan شہر بنا اور آپ نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں جو غیرہموار ترقیاتی کام کئے تھے اور اس کی وجہ سے پاکستان میں غربت تھی ، افلاس تھی تو لوگ امنڈتے ہوئے کراچی کی طرف آئے اور جب کراچی میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ آئے تو اب ان کو سنبھالنا اور ان کے وہاں حقوق کا تعین انتہائی مشکل ہوا اور یہ ایک تلخ تجربہ ہے۔ اب بھی میں وقت کے حکمرانوں کو ، پاکستان کے economists کو اور Planning Division کو یہ کہوں گا کہ اب بھی خدارا ! مختلف علاقوں میں جو غیرہموار ترقی ہو رہی ہے اس کی concentration ایک جگہ پر نہ کی جائے ۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہا گیا کہ ہمارے پاس جو administrative structures ہیں وہ ابھی تک colonial structure کا باقیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری انجنیئرز پرانی ڈگر پر سوچتی ہیں۔ جس طرح برٹش انجنیئرز سوچتی تھیں۔ برٹش انجنیئرز والے تو توسیع پسندانہ پالیسی کے حوالے سے سوچتے تھے اور ان کا منتہائے مقصد یہ تھا کہ وہ کسی بھی revolt کو کسی بھی بغاوت کو اور کسی بھی احتجاج کو curb کرنے کے لئے اپنے تمام اثر و رسوخ استعمال کریں اور

اسی طرح ہمارے ہاں ریاست کے جو مختلف آرگن ہیں اس میں بھی ہم کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں لا سکے اور ابھی تک ہم اسی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ہماری ذہنیت ہمارا طریقہ کار ، اور کام کا انداز بھی پرانے طرز کا اور برٹش sponsored ہے ۔ یا کسی حد تک جب ہم SEATO اور SENTO میں شامل ہوئے ۔ بغداد پیکٹ میں جب ہم شامل ہوئے تو اس وقت امریکن سے بھی ہمیں کچھ باتیں ادھار میں ملیں،جس کی وجہ سے ہم ابھی تک ان کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔تو میری تجویز یہ ہے کہ administrative structure میں radical revolutionary reforms لائے جائیں ۔

اس کے علاوہ تیسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ جنرل امن و امان اور بالخصوص کراچی میں صورت حال کا ذمہ دار پاکستان میں متواتر مارشل لاء regimes کا نفاذ ہے۔جہاں مارشل لاء regimes ہوتی ہیں authoritarian regimes ہوتی ہیں ، absolutism وہاں بڑھتا ہے اور وہاں ڈیموکریٹ aspirations لوگوں کے سلب ہو جاتے ہیں۔وہاں ڈیموکریٹ institutions کو اور ڈیموکریٹک کلچر کو پروان چڑھنے کا کبھی موقع نہیں ملتا ہے اور جہاں آپ لوگوں کے مزاج اور نفسیاتی کیفیت کو مدنظر رکھے بغیر ، جہاں ان کے بنیادی پیدائشی حقوق کو مدنظر رکھے بغیر اور جہاں کی ڈیموکریٹک aspirations کو نظر میں رکھے بغیر کام کریں گے وہاں کسی نہ کسی شکل میں امن و امان کی صورت حال بگڑ سکتی ہے ۔چاہے وہ سڑکوں پر عوامی protest کی شکل میں ہو ، چاہے کہیں بغاوتوں کی شکل میں ہو ، چاہے کہیں individual terrorism ہو یا پھر اس کے نتیجے میں state sponsored terrorism ہو ۔ اس وقت کراچی میں جو terrorism ہے۔اس کی causes کی طرف پہلے ہم جا رہے ہیں۔بعد میں اس کی شکل اور نوعیت کو بتائیں گے کہ کس نوعیت کی ہے تو اس حوالے سے پاکستان میں جو ڈیموکریٹک کلچر ہے اس کو پروان چڑھنے ہی نہیں دیا گیا۔اب آپ نے نوٹ کر لیا کہ جب عباسی صاحب اور ہمارے رضوی صاحب میں بڑی تلخ بحث شروع ہوئی تو تمام پریس گیلری بھر گئی اور جب سیریس ڈسکشن ہوئی تو پریس گیلری خالی ہو رہی ہے ۔یعنی میں پریس کے رول پر بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں ۔ آپ ایک چھوٹی سی بات دیکھیں کہ ڈیموکریٹک کلچر نہ ہونے کی وجہ کیا ہے ۔ آپ دیکھیں کہ ایک اخبار ہے میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا ، اس نے کیا لکھا ہے ۔ کراچی میں دہشت گردی کی ذمہ دار ایم کیو ایم ہے ۔ تاج حیدر ، خواجہ قطب الدین میں ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ شاید خبر بنتی ہے ۔ ایک منٹ ---

جناب حبیب جالب بلوچ۔ ایک منٹ میری بات سنیں، چیئرمین صاحب ،

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میری پہلے بات سن لیں۔ وہ جو آپ نے فرمایا ہے وہ شاید خبر بنتی ہے لیکن آپ کی تقریر خبر نہیں بنتی۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ خبر نہیں ۔ میں تقریر میں یہ حوالہ دے رہا ہوں کہ خواجہ قطب الدین میں تمہارا سر پھوڑوں گا۔ پاکستان کے اندر پریس کے رول کو بھی متعین کیا جانا چاہیئے اور یہ پریس والے صحافی حضرات جو بڑے تجربہ کار ہیں ۔ اسی رول میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں ۔ جوشام کی اخبارات ہوتی ہیں۔ وہ dramatized خبریں شائع کرتی ہیں۔ ایسی خبریں ہوتی ہیں جو سنسنی پھیلاتی ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جہاں ڈیموکریٹیک کلچر ہوتا ہے وہاں سٹیٹ کے تمام pillars ، وہاں non state organizations جن میں تمام پولیٹیکل پارٹیز ، تمام سماجی تنظمیں شامل ہوتی ہیں۔ وہ بھی اپنے پولیٹیکل اور moral values کا تعین کر لیتی ہیں اور جو بحث میں یہاں تلخ کلامیاں ہوتی ہیں کم از کم وہ اخبارات کی زینت تو نہیں بننا چاہیئں۔

اس کے علاوہ چوتھا نکتہ جو انتہائی اہم ہے ۔ وہ ہماری فارن پالیسی ہے ۔ مارشل لاء regimes میں کراچی میں ضیاء الحق کے پیریڈ میں جو اسلامائزیشن کی پالیسی تھی ۔ وہ مولانا بیٹھے ہوں تو نظریاتی کونسل بتا سکے کہ اسلامائزیشن کس حد تک ہوئی ۔ لیکن جو فارن پالیسی اپنائی گئی ، افغانستان میں ہم نے مداخلت کی ۔ شیعہ سنی کے فسادات کو ہوا دی گئی اور ہمارے ملک میں کافی حد تک فرقہ واریت بڑھ گئی ہے ۔ اس وقت ہمارے ایران اور انڈیا کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں تھے ۔ خصوصاً میں آپ کو بتاؤں کہ افغانستان کے اندر صورتحال کو develop کرنے میں ہمارا کتنا ہاتھ ہے ۔ کبھی اس کا جائزہ لیا گیا ہے؟ ہمارے ایک فاضل رکن نے کہا کہ جنگ کی وجہ سے لوگ بھاگ کر ادھر آئے لیکن میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب آپ کسی ملک کے اندرونی حالات میں مداخلت کی پالیسی اپناتے ہیں اور اسے اپنا 5th province بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے نتائج ، جو back fire ہے وہ آپ کو بھی فرقہ واریت کی شکل میں ملے گا ۔ کلنٹن جو کسی وقت اسلام کو یا مذہب کو افغانستان کے اندر Soviet containment پالیسی کے

خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا اور جب اس نے کام لے لیا تو اب اسی اسلام کو کلنٹن fundamentalism کا نام دے کر اور آپ کے ایٹم بم کو اسلامی ایٹم بم اور اس ٹیکنالوجی کے ٹرانسفر کے خطرے کا ذکر کرکے اور اسرائیل کو تحفظ دینے کے لئے condemn کر رہا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ حبیب جالب صاحب کراچی کے مسئلے سے بہت دور جا رہے ہیں ۔

جناب حبیب جالب بلوچ ۔ جناب میں نزدیک آ رہا ہوں کیونکہ کراچی کی یہ صورتحال ہم سے تمام مسائل سے connected ہے ۔ میری پارٹی کے ایک دوست نے مخصوص اس حوالے سے بات کی اور میں یہ دوسرے connection میں لا رہا ہوں کہ کراچی کا مسئلہ ایک دن کا پیدا کردہ نہیں ہے ۔ کسی ایک حکمران کا پیدا کردہ نہیں ہے ۔ ایک ڈی آئی جی، آئی جی کا پیدا کردہ نہیں ہے ۔ کراچی میں جو صورتحال پیدا ہوئی ہے ،میں تمام aspects کے حوالے سے بات کر رہا ہوں ۔ آپ کی فارن پالیسی ' آپ کہتے ہیں کہ بہت دور جا رہے ہیں ۔ تیس لاکھ افغان مہاجرین موجود ہیں اور افغانستان سے ایک ٹینک کراچی تک پہنچا اور بغیر چیک کئے پہنچا اور آپ کہتے ہیں کہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ بغیر چیک کئے ایک ٹینک افغانستان سے سوویت یونین کا ٹینک کراچی پہنچ گیا تھا ۔ تو کیا وہاں اسلحہ نہیں آ سکتا ہے ۔ منشیات نہیں پہنچ سکتی ہیں ؟ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ اسلحہ مافیا بن گیا ہے ' یا ڈرگ مافیا بن گیا ہے اور اسلحہ کے انبار کراچی میں لگے ہیں ۔ کیا اس کا ہماری policies کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ؟ کیا ہم اپنی پالیسیز کو چیک نہیں کرسکتے۔

میں اس موجودہ حکومت کو صرف مورد الزام نہیں ٹھہراتا اور میں overall policies جو 1978ء سے آج تک ہماری پالیسیز رہی ہیں' ان پر ذرا نظرثانی تو کیجیئے ۔ جو اگر آج کوئی protest کرتا ہے ۔ آج اگر ایم کیو ایم protest کرتی ہے ۔ اپنے sphere of influence کو بڑھاتا ہے ۔ اگر وہ peaceful انداز میں بڑھاتا ہے اور اگر اس کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ denial of the parties, denial of the constitution جس میں parties کو function کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کراچی multi ethnic city ہے۔ کراچی میں مختلف قومیتیں ، مختلف linguistic group اور مختلف لوگ وہاں بستے ہیں ۔ کراچی کی

صورتحال کو کنٹرول کرنے میں یا کراچی کی صورتحال کو پیچیدہ کرنے میں جن forces کا، جن پالیسیوں کا ہاتھ ہے، اگر ان کا آپ ذکر نہیں کریں گے تو جناب چیئرمین، آپ اس مسئلے کے حل کے لئے کبھی بھی نہیں جا سکیں گے۔ لہذا میں آخر میں ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کراچی کے سلسلے میں یہ جو ethnic division شروع کی گئی تھی۔ اس میں کراچی میں جو terrorism یا جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اس کے ایک اور economic aspect کی طرف اشارہ دوں گا۔ ممکن ہے بعض لوگ اس طرف توجہ دیں۔ کراچی میں خصوصاً industrial capital اور banking capital کا کسی حد تک merger ہو رہا ہے۔ اس سے financial capital بن گیا ہے اور اس سے کسی حد تک چھوٹے بہت financial oligarchies پیدا ہوئے ہیں ان کا مختلف پاکستان کی نیشنلٹی تعلق ہے یا ethnic group سے ان کا تعلق ہے۔ یہ clash دراصل جہاں کہیں بھی دنیا میں فنانشل کیپیٹل کرائسیز میں ہوتا ہے وہاں terrorism جنم لیتی ہے، وہاں فاشسٹ خیالات جنم لیتے ہیں، وہاں Militancy جنم لیتی ہے جس میں سویلین کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے، وہاں ہسپتال کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے، وہاں مساجد کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے تو اس نکتے کی طرف چونکہ کسی نے بھی اشارہ نہیں کیا تھا اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ بعض فنانشل elite جو اکنامک elite ہیں ان کے درمیان بھی contradiction ہے جو یہاں مختلف حوالوں سے اس فائٹ کو تیز کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ آخر میں میری کراچی کے حوالے سے تجاویز کیا ہیں۔ نمبر ایک، اگر اس جنگ کو ایم کیو ایم کی جنگ کہا جاتا ہے تو میں اس فورم پر یہ کہتا ہوں کہ ہماری پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی کے چیف آرگنائزر سردار عطا اللہ خان مینگل دونوں ایم کیو ایم کے درمیان reconciliation کے لئے ہارٹ کے مریض ہونے کے باوجود تیار ہیں اور ہم ان کی mediation کریں گے اور دوسری یہ ہے کہ اس سلسلے میں آل پارٹیز کانفرنس ہو جس میں سب کی نمائندگی ہو اور وہ مکمل اس کا جائزہ لے اور کراچی کے مسئلے کو حل کرے اور تیسری بات یہ ہے کہ گورنر راج یا کسی قسم کا راج نافذ کرنے کی کوشش کی بجائے real عوامی aspirations کو معلوم کر کے، ان کے نمائندے کے صحیح views معلوم کر کے ایک اہم پالیسی دی جائے اور چوتھی بات یہ ہے کہ ایم کیو ایم سے اور دوسری جو involved forces ہیں مجھے ابھی تک کوئی علم نہیں ہے کہ کون سی forces ہیں جو involved forces ہیں، ان سے میری اپیل یہ ہے کہ گن کا رخ اپنے بھائیوں کی طرف کرنے کی

بجائے گن کی جگہ میں اپنی نیشن کو امن دیں ۔ کراچی میں جو اردو بولنے والے لوگ ہیں ، جو linguistic گروپ ہیں ، جو کلچرل گروپ ہیں ، ان کے اپنے rights ہیں ، ان کے rights کو ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پاکستان کے اندر مزید صوبے بنائے جائیں تو پہلے ہی سے جو صوبے ون یونٹ کے بعد بنائے گئے ہیں وہ demarcation of Provinces on Historical, Linguistic, economic صحیح بیسیز پر نہیں ہیں جس کی وجہ سے بہت problems پیدا ہوئے ہیں ۔ اب اگر مزید کوئی ایسے صوبے بنائیں جائیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ further deterioration of law and order situation will be on the verge . Thank you جناب چیئرمین ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ Thank you رجوانہ صاحب اور عباسی صاحب آپ سے معذرت کے ساتھ ، چونکہ سوا نو بج چکے ہیں ، The House is adjourned to meet again tomorrow at nine 'O' clock in the morning .

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, July 02, at 9.00 a.m.]